

# نور و شب

— عقاد آفاق —

مشق الحدیث عشر مولانا سید فرید الدین عابدی مدظلہ

مترجم — فیاض الدین عابدی مدظلہ

ناشر

مکتبہ عکاظ دیوبند (پونہ)

قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ الرُّسُلُ  
إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ۔

# نور و بشر

افادات

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب منور مدظلہ

مرتب

محمد فیاض خان سواتی

ناشر

مکتبہ عکاظ دیوبند ۲۳۷۵۵۴



جلد حقوق بنی ہزار گھنٹوں

نام کتاب	:	نور و بشر
مخاطبات	:	شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان
		صاحب مکتبہ مدظلہ العالی
مرتب	:	محمد فیاض خان سواتی
باہتمام	:	شمسیر احمد قاسمی
ناشر	:	مکتبہ عکاظ دیوبند

## ملنے کے پتے

- (۱) نعیمیہ بکڈ پو دیوبند
- (۲) دارالکتاب دیوبند
- (۳) مکتبہ مدنیہ دیوبند
- (۴) مدنی کتب خانہ خواجه بخش دیوبند
- (۵) الکافی بکڈ پو مدرسہ سراج العلوم بیہو ٹری ۳۲۱۳۵۲
- (۶) مکتبہ محمودیہ نزد ہندوستانی مسجد بیہو ٹری
- (۷) الحق بکڈ پو ملارن ڈیری جیویشوری ممبئی ۱۰۴

## فہرست مضامین

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۹	پہلا حق امتیاز اور اس کا جواب	۵	مقدمہ
۴۰	دوسرا حق امتیاز اور اس کا جواب	۸	قواعد اثر کے بارے میں خلاصہ کا عقیدہ
۴۲	تیسرا حق امتیاز اور اس کا جواب	۹	قواعد اثر کے بارے میں خلاصہ وری کا عقیدہ
۴۳	چوتھا حق امتیاز	۱۰	نئی لکھی ہوئی کتاب کی حفاظت
۴۴	انکسب	۱۱	دوسرا انکسب
۴۴	پانچواں حق امتیاز	۱۳	مقدمہ
۴۵	انکسب	۱۴	مضمون کے اثر کو مٹانے پر قرآنی روای
۴۵	چھٹا حق امتیاز		مضمون کے اثر کو مٹانے پر عہدیت مبدیہ
۴۶	انکسب	۱۶	مستحق
۴۶	دوسری نئی کتاب اور اس کا جواب		مضمون کے اثر کو مٹانے پر آثار و مضامین
۴۷	فائدہ	۱۷	مستحق
۴۷	پہلا حق امتیاز		مضمون کے اثر کو مٹانے پر باقیوں کا نظام
۴۸	انکسب	۱۸	مضمون کے اثر کو مٹانے پر
۴۸	دوسرا حق امتیاز	۲۵	مضمون کے اثر کو مٹانے پر باقیوں کا نظام
۴۹	تیسرا حق امتیاز اور اس کا جواب	۳۰	آپ کی طریقہ کا انداز ایک اور مسئلہ
۵۰	انکسب		ویریٹی کے اثر کو مٹانے پر آپ کی طریقہ
۵۱	دوسری نئی کتاب اور اس کا جواب	۳۱	انکسب
۵۱	انکسب		مقدمہ
۵۲	چوتھا حق امتیاز اور اس کا جواب	۳۲	مضمون کے اثر کو مٹانے پر
۵۳	انکسب	۳۳	مضمون کے اثر کو مٹانے پر
۵۴	پانچواں حق امتیاز اور اس کا جواب	۳۴	مضمون کے اثر کو مٹانے پر
۵۵	انکسب	۳۵	مضمون کے اثر کو مٹانے پر
۵۶	چھٹا حق امتیاز اور اس کا جواب	۳۶	مضمون کے اثر کو مٹانے پر
۵۷	انکسب	۳۷	مضمون کے اثر کو مٹانے پر



## مقدمہ

الحمد لله رب العالمين والعاقبة للمتقين والصلوة  
واسلام على خير النبیین محمد وعلى آله واصحابه  
وازواجه واتباعهم اجمعین۔

اتنا بعد اللہ تبارک و تعالیٰ کے بڑے قدرت کا واسطے ہے شمار کرنا کہ کتنے پیدا کرے  
ہیں ان ہی مخلوقات میں سے ہیں، مگر اور انسان ہی ہیں، مگر اللہ تعالیٰ نے ہر شے کو بہت  
انسان کو پیدا فرمائی ہے، وہ اپنی اپنی مخلوقات میں سے کسی اور کو نہیں دی، اللہ تعالیٰ سے  
جتنے کو آگ سے پیدا فرمایا اور طائر کو فوسنے پیدا فرمایا اور انسان کو اٹلی سے پیدا فرمایا ہے  
فرمایا کہ میں رب کائنات کا ارشاد فرمائی ہے۔

اقوال ربك للعالمين اني  
خالق البشر من طين ميت  
واحدہ کو اٹلی سے۔

اس شریعت میں جو یہاں حضرت آدم علیہ السلام میں ایک دور تمام ہے اللہ تبارک و تعالیٰ  
کو دیکھا دیکھا ہے۔

اقوال ربك للعالمين اني خالق  
بشر من طين ميت  
میں آتے ہیں تو وہ جس کے فرشتوں سے  
کہ فرشتوں میں پیدا ہوئے ہیں ان کو  
میں نے جو  
میں نے جو

اور دونوں آیات یہاں کہ سے یہ بات بعد از داخل کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت علی  
نے انہیں دینی آدم علیہ السلام کو اپنی سے پیدا فرمایا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے جنات اور ملائکہ دونوں  
سے انسان کو افضل و اشرف قرار دیا جس کا کہنے کا یہ آیت یہاں کہ اور احادیث و تفسیر سے  
ثابت ہے ہم میں تفصیل میں پہلے کی بجائے صرف ایک حدیث ثابت کر دیا اور احادیث  
یہاں کہ سے بات ثابت کر کے میں کہانی غلو کی بنا سے اور غلو ہی غلو کی دانگ سے غلو کی  
ظہری انہی میں کہ اور افضل ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد و مبارک ہے ۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ ۔  
بے شک ہم نے انہیں کو بڑی اچھی  
احسن تقویم میں پیدا کیا ہے ۔

اسی آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ آدم علیہ السلام سے لے کر تمام قیامت پہنچنے  
اسان بھی پیدا ہونے اور ہونے کے۔ اسی سبب کو حضرت ماسی ہے بشر بن آدم  
ہوں وہ تو میرا نواسہ ہے۔ اسی سبب کو حضرت ماسی ہے بشر بن آدم  
ہے۔ ایک دوسرے تمام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ بَعَثْنَا فِيهِمُ رُسُلًا مِنْ بَنِيهِمْ وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِنْ نَافِلَتِنَا مَا يَشَاءُونَ  
اس آیت سے بھی انسان کی فضیلت ثابت ہوتی ہے اور احادیث یہاں کہ میں  
بات بالکل واضح ہے کہ انسان اشرف المخلوقات ہے۔ چنانچہ قرطبی شریف کی روایت  
یہ آیت ہے۔

حدیثنا محمود بن حنبل	محمود بن حنبل
نا اہل احمد نا سفیان عن	ابن ابی نعیم احمد بن حنبل
یثرب بن ابی قریبہ عن عبد اللہ	مہلب بن وہب عن عبد اللہ
بنی العاصم عن عبد اللہ	حضرت عباس بن علی علیہ السلام کی
بن ابی وہب عن قتادہ عن	ابن ابی وہب عن قتادہ عن
ابن رسول اللہ عن عبد اللہ	ابن ابی وہب عن قتادہ عن

وختیگتہ سمیع شیخ مقدم  
 اسی صلی اللہ علیہ وسلم  
 عن العنبر قتال عن انا قتال  
 انت رسول اللہ علیک السلام  
 قال انا محمد بن عبد اللہ  
 بن عبد المطلب بن اللہ  
 خلق المخلوق لعملي في خير  
 هو خير عبد لله فرستوں  
 جعلني في خير هو فرقة  
 لتر عبد لله قبا مثل جعلني  
 في خير هو فرقة لمر  
 جعل هو جونا لعملي في خير  
 هو ميتا و خیر هو فرقا  
 هذا حديث عن وقدر روی عن  
 صفیاء التوری عن بنیہ بن  
 بنی زید بن خروشدیہ اساجیل  
 بن ابی خالد عن بنیہ بن ابی  
 زید عن عبد اللہ بن الحارث  
 عن العباس بن عبد المطلب  
 ان ذی خراسان علی بن ابی طالب  
 اس روایت سے واضح ہوا ہے کہ تمام مخلوقات میں سب سے  
 افضل مخلوقات ہے انگریز کلام یہاں تک مخلوق خدا کی بات کی کہ جنات اور ملائکہ  
 اور انسانی مخلوق میں سے کوئی ہی مخلوق افضل ہے یہ کہ قرآن کریم اور حدیث مبارکہ سے

۷۰۰



یہ بات واضح کر دی کہ انہی مخلوق جنات اور انہی مخلوق ملائکہ سے فکلی خلق انسان افضل ہے۔ اس پر بات عرض کی کہ جس کو تمام مخلوق میں سے سب سے افضل و اشراف قرار دیا گیا ہے اس کو وہی اصل و اساس ہوتے ہیں بلکہ انہی کوئی خورشید نہی بنا کر میں بھیو گیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

لَوْ كَانَ فِي السَّمَاءِ مِثْقَاتٌ مِّنَ الثَّوَابِ لَرَأَوْهَا أَثَرٌ  
يَسْمُونَ مِثْقَاتِينَ لِّثَرَاتٍ لَّهَا  
خَبَرٌ مِّنَ السَّمَاءِ مَلَكُوتِيٍّ ۚ كَذِبٌ

(پیش)

اس بات سے ثابت ہوا کہ فرشتوں کو رسول اور نبی بنا کر میں بھیجا دیکر انسان کی بہت بڑھائی کی گئی ہے انسان کو نبی و رسول بنا کر بھیجا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام کے تمام انبیاء و ائیل انسانی مخلوق میں سے تھے اور تمام میں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں حدیث ہے کہ تو نبی و فرشتوں کے حوا سے اوپر گزرتی ہے۔ قرآن و حدیث، صحابہ کرام، اہل بیت و ائمہ، مفسرین و محدثین اور دیگر اہل کتب کی طبیعت کہ دلائل میں پیدا نہیں ہوتے اور ان کے خلاف یہ نظریہ اور عقیدہ ہے کہ تمام انبیاء و انسان تھے اور حضرت محمد و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی انسانی اور بشر ہیں مگر ساتھ ساتھ یہ نظریہ بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بے مثل بشر ہیں نہ تو ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بشر سمجھنے کا انکار کرتے ہیں اور نہ ہی آپ کے نبی ہونے کا انکار کرتے ہیں ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر بھی مانتے ہیں اور قد بھی مانتے ہیں اور یہ عقیدہ ہے کہ جو ذات مراد ہے، ہمارے عقیدہ و ہے جیسے کہ تم کو کہا تھا کہ ہم تمام انبیاء علیہ السلام و انہی کے انسانی خالق و دہاں تمام فرشتہ و ارواح و شیخ القرآن و احادیث حضرت مولانا غلام محمد صاحب مکتبہ اسلامیہ صاحب مکتبہ اعلیٰ نے اپنی کتاب توحید میں صراحت میں نقل کیا ہے کہ

”ہمارا ایمان اور تحقیق ہے کہ تمام اہل عالم اربعین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں اور نور ہیں جنس اور ذات کے لحاظ سے تو آپ بشر ہیں اور صفت و ذات کے اعتبار سے آپ نور ہیں آپ کی وحدت و بڑا عظمت کو دیکھ کر انہی غیب موحی کو شریک کی تاریخی کا خود چہرہ خود ہوا جنوں کو میری شہادتوں سے مطلع کرانی خود ہوئی جو لوگ خواجہ شمس الدین ابراہیم قادراہ کی انگریزی اور باہمی شہادت و عظمت کے گہرے گڑھوں میں پڑے دھکے کھا رہے تھے آپ کی وسعت سے وہ سلامتی کی کھلی اور روشن راہوں پر گھرنے لگے کوئی مسلمان اس حیثیت کا حکم نہیں ہے وہاں اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی سنی نور کیا اور کہہ دے کہ مآذ اللہ آپ کی جبریت اور عظمت ہی کا سرے سے حکم نہ کیا جاسکتا تو عمومی فقہی سریر کے خلاف ہونے کی وجہ سے ہم اس کے قلماً منکر ہیں۔“

تاریخی کلام ایہ جہاد عقیدہ اور نظریہ ہے اور اس کتاب مفرد و بشریہ مآسی عقیدہ کے پیش نظر بحث کی گئی ہے اس عقیدہ کے برخلاف بریلوی حضرات کا عقیدہ اور نظریہ ہے چنانچہ بریلوی حضرات کے مہتمم رسالہ انہی عقیدہ بابت مئی ۱۹۷۳ء کے ابتدائی نمائش پر اکثر حقائق اعلیٰ اہمیت و اہمیت کے حوالے سے چند حقائق اور حقائق پیش کر دیے ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنے وائی نو پاک سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام کو چھوڑا، پھر اس نور سے تمام کائنات کا انور فرمایا۔

(۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے بشریت میں اللہ تعالیٰ کے بے مثل نور ہیں۔ ایک دوسرے بریلوی عالم خواجہ محمد علی صاحب (ماتولی) لکھتے ہیں۔

”خدا کہتے ہیں میں کو مصطفیٰ معلوم ہے جیسے کہتے ہیں بندہ خدا معلوم ہے“  
اور اس کلمہ کی تفسیر

نور مصطفیٰ حضرت علیؓ کے تھیں گے      اٹھا کر سیم کا پردہ چڑھائی کے تھیں گے  
حقیقت میں یہی مشکل تھی تقدیریں کتنی تھیں گے      بھٹے کشتی، بندہ حق موعظی کے تھیں گے  
جھانکے تھے ہر آنکھ کچھ ناگہانی دوسری ہر دم      لہکے لڑنے، باقیہ مصلحتوں کے تھیں گے  
(دیوان لکھنؤ مشرق)

اسلام حد میں فرق نہیں اسے گھیرا      ٹھکان پارہے گئے ہیں ایمان کے سنے  
(دیوان لکھنؤ مشرق)

گر مجھ کے لئے خدا مانو ایسا      پھر نہ سمجھو کہ مسلمان ہے وہ کاز نہیں  
(دیوان لکھنؤ مشرق)

نور ہی صورت ہے صورتِ خداوی      میرے ملکوں فکر و مشاکل نہیں سکوا  
(دیوان لکھنؤ مشرق)

سردار احمد کبھی نہ ڈرکھیں      حبیب خدا کوں خدا کیوں نہ ڈرکھیں  
(دیوان لکھنؤ مشرق)

نور محمد بکینہ ہی گزرتی گئی      احمد نال احمد لینہ دی گزرتی گئی  
میں اپنی بیانی کو قرین حیروں      خدا کو محمد سلوک جاری گزرتی گئی  
(دیوان لکھنؤ مشرق)

احمد احمد کوں ڈروں نہ کر      میں گھن جواز چوں نہ کر  
(دیوان لکھنؤ مشرق)

نظرِ کلام! اب آپ نے دیکھ لیا کہ وہ یوں کا حنیفہ نور و انوار ہیں کیا ہے پہلے  
کتاب کے باب دوم میں ان کے طاقی بھی ملے گا کہ دیکھ لیں جن سے ان کے مسلک کی حقیقت  
بھی طرح کھل کر سامنے آجائے گی کہ وہ وہی کیا ہے اور طاقی ان کے کس قسم کے ہیں جہاں تک  
برخانی اور دہلوی کے اختلاف کا تعلق ہے اس پر نگہنے کی کو اس مقدمہ میں گنجائش نہیں ہے  
مگر اصولی اور اس اختلافات کی مختصر سی وضاحت کی جاتی ہے تاکہ آپ کے ذہن میں ایک مثال

یہاں یہ ثابت اور نکھر لو گویا کہ ہم سے یہ سوال کیا جی ہے کہ بریلوی اور دیوبندی دونوں اپنے آپ کو اہل سنت و جماعت مانتے ہیں مگر ان دونوں میں اختلاف ہی اس قدر ہے کہ ایک دوسرے کو کافر تک کہتے ہیں۔ ان دونوں میں سے کون سا کوئی ہے اور ان کا آپس میں اختلاف کیا ہے ؟

اس کا جواب ہم یہ عرض کہتے ہیں کہ اصولی طور پر بریلوی اور دیوبندی میں اختلاف دونوں میں ہے پہلی بات شرک کا مسئلہ ہے اور دوسری بات دعوت کا مسئلہ ہے۔ علماء دیوبند علمِ شرع سے غافل و ناواقف ہیں اور بشرطِ استطاعت غیرِ اشد اعتدال پر ہیں اور ان میں دیگر باتوں کو لے کر امت مسلمہ کے ساتھ کسی بات میں ملنے کا قرآن و سنت، صحابہ کرام و ائمہ سلف صالحین اور ان کے ائمہ کی ایضاً بات کی روشنی میں شک و تردد دیکھتے ہیں۔ اس کے برخلاف بریلوی حضرات ان باتوں کو جابر قرار دیتے ہیں۔ اسی طرح دعوت کا مسئلہ ہے مثلاً انہی کے ہاتھ صلوٰۃ و سلام، حجاز کے مسجد و مآب قیوں لگ کرنا، قبروں پر غلامت چڑھانا، انہی میں اگر کچھ چرما بنیبر پر تو ان پر یہ عید میلادِ نبوی کا جلوس، عیدِ مسکنہ طرہ، تہہ ساقیاں، دوسراں، بیرواں، چالیسواں اور اسی ہی دیگر باطل عبادت و رسالت کو غلط و بدیہندہ ہدایات تصور کرتے ہیں مگر بریلوی حضرات ایسی باتوں کو درصوف ہانک کر باعثِ جہد و کوشش کہتے ہیں۔ علماء دیوبند کے قرآن و سنت اور فقہ حنفی کی روشنی میں جو تعریفِ شرک و دعوت کی کی ہے اسے بریلوی حضرات تسلیم نہیں کرتے بلکہ قرآن و سنت کے خلاف اپنی مرضی سے جو چاہے باتیں کہتے ہیں۔ یہاں تک کہ کچھ حلقے دیوبندی اور بریلوی اختلافات کی حقیقت یہ بھی دہاتیں ہیں۔ ان ہی اختلافی مسائل میں سے ایک مسئلہ نور و جبر کا بھی ہے۔ اسی مسئلہ میں اہل حق و یقین کی طرف سے کافی کتابیں شائع ہو چکی ہیں اور ہمارے ادارہ اشرفیہ اشاعت و سرانصراتِ علوم سے حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد سرخشاہ صاحب مکتبہ اہل حق کی شائع کردہ مختلف کتابوں میں یہ مسئلہ نور و جبر لکھا ہے مگر اس مسئلہ پر کوئی مستقل کتاب ادارہ کی طرف سے شائع نہ ہوئی۔ یہاں کہانی تمام مسائل میں ادارہ کی طرف سے کتابیں شائع











نکات غلبہ جیسے تھے جو حکمت خداوندی کے خلاف تھے اس کے حجاب میں اشد غلبہ  
نے قہر کو بے ارادہ قریب کیا کہ قل **يُجَسِّدُوا** **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا** **وَلَا يَكْفُرُوا**  
بِأَلْفِ كَلَامٍ، ہم نے یہ بھی تک قرآنی کریم کی پادشاہت اور کبریا کی ہر کوشش کو گھٹنے کے  
جلے کاڑھیں، آگے اشارت ہے کہ اگر کھلی ہوئی۔ (فیاض)

## حدیث نمبر ۱ احادیث مبارکہ سے دلائل

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات علم کا کھمبہ ہے اپنا منصب بیان کرتے ہوئے  
فرمایا۔  
**إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَأُمِّي وَأَبِي** کہ میں تو قادی طرح کا بشر ہوں۔

(بخاری اور ترمذی چھپے و علم صحیح ۳۳۱)

### حدیث نمبر ۲

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

**كُلُّكُمْ رَاعٍ أَوْ رَاعِي** **أَتَاكُمْ مِنْكُمْ** **أَتَاكُمْ مِنْكُمْ** **أَتَاكُمْ مِنْكُمْ** **أَتَاكُمْ مِنْكُمْ**  
ہر ایک تم میں سے ایک راعی یا راعی ہے اس کے میرے پروردگار میں اور اس کی خدمت  
طیر و علم اور بشر ہوں مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے  
فرمایا ہے۔

### حدیث نمبر ۳

خلفائے کرام کے موقع پر آپ نے علماء کرام سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔  
**يَا أَيُّهَا الْعُلَمَاءُ إِنَّكُمْ أَنْتُمْ** **أَنْتُمْ أَنْتُمْ** **أَنْتُمْ أَنْتُمْ** **أَنْتُمْ أَنْتُمْ**  
وہو۔ اولیٰ۔ (الحديث)

(ترمذی و ترمذی و ترمذی ۳۳۱)

### حدیث نمبر ۴

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک خاص مقام اور خصوصیت جو کہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم



الرقمہ نمبر ۴

میں اللہ تعالیٰ حضرت محمد ﷺ کی آپ کو شکر  
(تجسس التعلک ص ۱۱۲)

الرقمہ نمبر ۵

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعدد صحابہ کرام نے جو قرآنی کے خدا کی ست لفظ  
کہتے تھے ایک برقعہ پر آپ کو بفرما۔

وہند کو حاکم ص ۱۱۲

نامہ میں کلام: یہاں تک ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کے یہاں اقوال  
نقل کر دیے ہیں آگے علاوہ اسلام اور قضا و وقت و مشورہ و تدبیر اور دوسرے کلام کے  
اقوال نقل کیے جاتے ہیں۔ (فیاض)

## اقوال علماء اسلام و مفسرین و محدثین کرام

تم علماء اسلام اور قضا و وقت اس بات پر متفق ہیں کہ سب حضرات ائمہ کرام  
علیہ الصلوٰۃ والسلام بشر تھے صحت اور دوسرے ائمہ میں ان کی تباہی میں وہ اس کا بلا خوف و  
کوریہ اظہار کرتے ہیں۔ ہم چند حوالے عرض کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

قبیلہ (۱۲) (۱۳)

تو حق پر التفضل یہاں ہیں مومن الکی التقرانی ص ۱۱۲ کہتے ہیں کہ

قد لا تفسدنا اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم و سائر الاویسہ و الوہلی

عن العباس و ابن جریہ و طاہر

عنا عن یحییٰ بن یزید عن

الافغان و الفضیل و الاکرم

یونس بن یزید کہتے ہیں کہ

عن علی بن ابی حمزہ عن

ابن ابی عمیر عن

ابن ابی عمیر عن



بقی الخلق بتعلیق عاقلان علیہ  
وشرح حقائق عقلی صرف  
مثنوی کی طرف تبلیغ احکام کی خاطر صرف  
کرتے ہیں۔

اشرافیہ اور انسانی تمام بقا کا ہم مثنوی اور شرافت میں اللہ اس جہاں سے خارج  
ہوا کر رہی انسانی ہونا ہے۔

نمبر ۲

مثنوی احکامات حقائق میں احکام الخلق کہتے ہیں کہ

لن انسی انسان بعقله اقله  
فتعلیق ما لای علی الیہ و  
کذا فی سول خلا فرق۔  
والمسیر من لیسوا معین فی سفر  
کو در سول کلمہ میں سورہاں لکھتے ہیں :  
وہم میں کوئی فرق نہیں ہے۔

نمبر ۳ (۸، ۹)

اسی کے قریب الفاظ میں شرح حقائق کہتا ہے :  
اور حقائق علی الصمدیہ صرف اور درویشوں صرف  
و غیر حقائق اور علم میں غور کی سند گناہی

نمبر ۴

احکام عقلی صمدی سبھی انسانی (مثنوی سبب کہتے ہیں کہ

والو شہر فی معنی الوصول  
انہ انسان او معنی الیہ بشر  
وامر بتعلیق حقائق انہ سول  
فصلہ شرط تدوین مثنوی مع  
دول کلمہ میں مشورہ ہے کہ وہ الیہ  
انہی جہاں ہے میں کی اپنی لڑائی کی کہ  
جہاں ہے اور تبلیغ شرح کا نامور جہاں ہے  
اور فکر استیلائی شرح کا حکم نہ ہو تو حقائق  
نہی ہونا ہے۔

یعنی اگر ہم یہ شرح اور حقائق حکم کی تبلیغ کا حکم جہاں وہ دول جہاں ہے اللہ اگر جہاں

شرع کی تبلیغ کا حکم دیا اور جبکہ پہلی شریعت کی تبلیغ کا حکم نہ دیا ہو سکتا ہے۔

نمبر ۱۱

امیرِ عراق محمد بن اسماعیلؑ و ائمہٗ شیخہؑ کہتے ہیں کہ

وَقَالَ لِيَا اَهْلَ الْبَيْتِ صَلِّوا	اور شریعت کی اصطلاح میری ہی اس
عَنِ النَّبِيِّ اَنْزَلَ عَلَيْهِ شَرِيْعَةً	الہی کہ کہتے ہیں میں یہ اشرافِ عالم کی
مِنْ عِنْدِ اللَّهِ بِطَرِيقِ الْوَحْيِ	طریقت سے دی کہ انہی کے لئے شریعت کامل
فَاَمَّا اَمْرٌ بِتَقْدِيمِهَا اِلَى الْغُيُوبِ	کی گنج ہوا اور چھپاتے دوسرے
سَعَى وَصُولُهَا	لوگوں کے نام میں شریعت کی تبلیغ کا
اَسْهَلُ سَبِيلٍ مِنْ طَرِيقِ الْمَصْرِ	حکم دیا گیا جو لوگوں سے آسان کہتے ہیں۔

نمبر ۱۲

عقائدِ مادیہ میں انسانی طبیعت و ائمہٗ شیخہؑ و ائمہٗ کبراؑ کی ہمشکرتی میں قیس ہیں  
 انیسویں صدی کے حضرات انبیاء کو ہم تسلیم و اسلام اور مذہب کے تمام کے جیسے حضرات بھی کو کفر  
 و کفر اور کفر میں طبع و دیگر لوگ دیکھ کر پہچان سکتے ہیں۔

نمبر ۱۳

امام محمد بن عمرؑ و ائمہٗ شیخہؑ کہتے ہیں کہ

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ	میں حضرت محمدؐ کی ائمہٗ شیخہؑ و ائمہٗ کبراؑ
وَعَلَى مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ	
وَأَمِيرِ الْبَيْتِ	
وَأَمِيرِ الْبَيْتِ	

نمبر ۱۴

حضرت شیخ اکبرؑ علیؑ بن عربیؑ و ائمہٗ شیخہؑ کہتے ہیں کہ  
 و قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 و قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ



والہے کہ اپنے مخصوص مذاق ہی بیان کرنے کے بعد صرف وہی فرماتے ہیں کہ

زبان خود جیسی بظہر بظہریں      تاہم حقیقت درجہ بالا کاؤ والی

یعنی اسی وجہ سے حضرت انبیا و کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام جنس بشر سے ہیں تاکہ حقیقت  
کی وجہ سے مسائب اور گری کے پرکھنے سے ہی کہ کمال نہیں اور حقیقت یہی ہے کہ  
خبر جنس سے قائم عاقلان اور اس کے ساتھ اور سیرت پر چلنا خاص مشکل کام ہے۔

تفسیر کا

حضرت شیخ احمد سرحدی مجدد الف ثانی (المتوفی ۱۲۸۰ھ) فرماتے ہیں کہ  
اسے زیادہ کہہ کر اصل علیہ وسلم ہاں      جسے جان حضرت کو علی اند علیہ وسلم باوجود  
طوئیں بشر بود و ہذا تا حدوت      اس جگہ میں اور مرتبے کے بشر تھے  
و انکس ختم۔      اور حدوت و انکس کے واضح سے ختم

بکثرت حدوت و انکس علیہ وسلم ہے۔

یعنی ان کو آپ قدیم اور واجب تھے اور ذوال واجب تھے بلکہ طرعات اور انکس  
تھے اور دوسرے تمام پر اوٹا فرماتے ہیں کہ

تو نہیں دیکھتا کہ حضرت انبیا و کرام  
علیہم الصلوٰۃ والسلام ہم انکس کے ساتھ  
نفس انسانی پر محدود حقیقت  
ذات ہر مشقہ انکس با مشقہ صحت  
کامل آئندہ صحت۔

و ذوال حقیر جام صحت

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں کہ

تفسیر کا

آواز و خوات و صحت و در حقیقت      ہر حال خیرت اور در صحت میں ہی کے لیے  
سری طاک ملک ابی توبہ دست      ایسا یہ اور ہے کہ جنس بشر میں ہی



وَأَن يَدْرَجَ الْإِسْمَ الْفَرَسِيَّ كَمَا هُوَ مَعَهُ  
كَرْتَمُوسٍ وَفَرَسِيٍّ مَعَهُ -  
بِمَكَابَةِ الْفَرَسِيَّ كَمَا هُوَ مَعَهُ  
وَكُنُوتٍ وَفَرَسِيٍّ كَمَا هُوَ مَعَهُ

### تفسیر ۱

فَرَسُوسُ مَعَهُ مَعَهُ مَعَهُ مَعَهُ مَعَهُ مَعَهُ  
فَرَسُوسُ مَعَهُ مَعَهُ مَعَهُ مَعَهُ مَعَهُ  
كَرْتَمُوسٍ مَعَهُ مَعَهُ مَعَهُ مَعَهُ مَعَهُ  
وَكُنُوتٍ مَعَهُ مَعَهُ مَعَهُ مَعَهُ مَعَهُ

### تفسیر ۲

مَعَهُ مَعَهُ مَعَهُ مَعَهُ مَعَهُ مَعَهُ  
وَكُنُوتٍ مَعَهُ مَعَهُ مَعَهُ مَعَهُ مَعَهُ  
فَرَسُوسُ مَعَهُ مَعَهُ مَعَهُ مَعَهُ مَعَهُ  
وَكُنُوتٍ مَعَهُ مَعَهُ مَعَهُ مَعَهُ مَعَهُ

### تفسیر ۳

فَرَسُوسُ مَعَهُ مَعَهُ مَعَهُ مَعَهُ مَعَهُ  
وَكُنُوتٍ مَعَهُ مَعَهُ مَعَهُ مَعَهُ مَعَهُ  
فَرَسُوسُ مَعَهُ مَعَهُ مَعَهُ مَعَهُ مَعَهُ  
وَكُنُوتٍ مَعَهُ مَعَهُ مَعَهُ مَعَهُ مَعَهُ

### تفسیر ۴

فَرَسُوسُ مَعَهُ مَعَهُ مَعَهُ مَعَهُ مَعَهُ  
وَكُنُوتٍ مَعَهُ مَعَهُ مَعَهُ مَعَهُ مَعَهُ  
فَرَسُوسُ مَعَهُ مَعَهُ مَعَهُ مَعَهُ مَعَهُ  
وَكُنُوتٍ مَعَهُ مَعَهُ مَعَهُ مَعَهُ مَعَهُ

اعتراف میں آنا ہے کہ چلوں کی مٹی اور گھیرنا ہے اس کے بعد انسان ہی مقام پر پہنچا دیا جاتا ہے اور فرائض کے ساتھ ثابت ہے کہ تینوں بزرگ دو خداوندی کے اندر علوم بطور قیروں میں آشوبت فرما ہیں۔  
 یہ انصر اور انوس حواسے صنعت حراج آدمی کے لیے بالکل کافی ہیں ان خداوندی اور ہوش و حواس کے لیے بالکل کافی ہیں انہی کا ہمارا ہی نانا کی ہے۔

### اقوال فقہاء و کرام

یہ یاد رہے کہ فقہاء کو کلام وہ سنا جاتا ہے جو صاحب دہلی کریم میں شہید علیہ السلام کی اولیٰ سے اٹھائی تھیں کو بھی صحت اور سچ انسانی سمجھتا ہے اور اس کے ترکب کا قابل گونہ زوال سمجھتا ہے مگر ان ہی بہت سی معجزات انبیاء کو کلام طبع سے سنا تھا اور اس میں اور اعلیٰ معجزات معجزات کو بھی شہید علیہ السلام کو سچ انسانی سمجھتا ہے اور انہی کے لیے ہے۔

### منزل

امام طاہرین احمد رافعی و شافعی و مالکی و حنفی کہتے ہیں کہ

وَاللَّهِ الْمَوْجُودُ مِنْ شَيْءٍ لَا يَمُوتُ	بیموتی ہے کہ میں تمہیں نے آنحضرت
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَّا	میں شہید علیہ السلام کو گواہوں اور آپ کی
أَوْعَابُهُ فِي أَمُورٍ دِينِيَّةٍ	قرآن کی یا دینی امور میں آپ واجب
تَخَصُّصُهُ أَوْ وَصْفُهُ مِنْ	تکلیف آپ کی حالت یا آپ کے ذاتی
أَوْصَافٍ مُتَّفَقَةٍ سِوَا وَكَلَامٍ	اور صف میں سے کسی مستثنیٰ یا سبب علیا
أَوْ تَأْتِرُ مَنَاقِبَ مِنْ أَمْتِهِ أَوْ	عام میں سے کہ جو کچھ ذاتی آپ کی حالت
غَيْرِهَا أَوْ سِوَا وَصْفِيٍّ مِنْ	سے ہر وہ غیر جو بعد عام اس سے کہ ذاتی
أَهْلِي الْمُتَخَصُّصِ أَوْ طَبَرِيٍّ	ہر وہ اصل اور برابر ہے کہ آپ کی ذاتی
لَوْ مَيَّاهُ كَانَ أَوْ حَسْرَتِيًّا	یا امانت یا عیب قصداً اس سے سزا

سواء منطلق الشرح او المصادقة      ہمارا یہودی یا عیسائی یا جینیتا ہوا یا  
 او العیب صافاً عندہ عیلاً      عہ ہر صورت میں یہ دہائی طور پر گھر  
 او سہواً او غفلتاً او جفاً او غشاً      ہے مانی حیثیت کہ اگر وہ تو یہ بھی کہے  
 فقد كفر غلوفاً بجهت ان تائب      تو اس کی تو یہ کبھی قبول نہ ہوگی اور نہ  
 لم يقبل قوبته ابداً لا      دعتہ اس اور شرعیہ فتویٰ اس  
 عند الله ولا عند الناس      کا حکم متاخریٰ بتدبیر کے اتفاق سے  
 وحكمة في الشريعة المطبق      اور حتمیٰ میں کے نزدیک بھی یہ کہ  
 عند متاخریٰ المعجہدین      اگر اس کو یقیناً قتل کیا جائے اور  
 اجماً و عند المتقدمین      پوچھا اور اس کا نسب اس کے قتل  
 القتل قطعاً و ارمداً      میں قطعاً کوئی اثری اور مزاحمت  
 السلطان و غاشیة في حکم      دیکھو۔

فتاویٰ احمد

و غلامی انکار فی ص ۳۵۳۔

فتاویٰ کوہ کا یہ فیصلہ بھی اسی طرح طوطہ پیکھے اور پھر یہ بھی دیکھئے کہ وہ کسی بھی  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ اور بشر کہتے ہیں۔ اگر اس مسئلے کو چینی دہے اپنی کا  
 اپنی سا شاعر ہی ہوتا تو وہ ہرگز آپ کو بشر نہ کہتے بلکہ بشر کہتے جن کے نعت اور دہی  
 کو فتویٰ ہی صادر فرما دیتے۔

مفسر

فتاویٰ کوہ اور طوطہ ملت سے اس کی عزت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے بشر ہونے کا اقرار دینے پر وہ عیب دہی سے ہے۔ اگر کوئی شخص آپ کے بشر کہے  
 کا انکار کرے اس شخص کا عقیدہ بھی کہے، تب بھی وہ کا فر ہے کہ اس کے ایک بنیادی  
 عقیدے کو سلوم نہیں کیا، چنانچہ فقرہ حق کی معترض عقائد کہہ دیں ہیں ہے کہ

وَمِنْ خَلْقٍ لَا يَعْرِفُ اَنْ اَتَى الْاَسْبَدَ  
 حَسْبِيَ اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَاسْتَعَاوَا  
 اَنْفَرًا اَوْ جُنْدِيًّا يَسْكُتُونَ۔  
 اَنْفَرًا اَوْ جُنْدِيًّا يَسْكُتُونَ۔

اَنْفَرًا اَوْ جُنْدِيًّا يَسْكُتُونَ۔

اَنْفَرًا اَوْ جُنْدِيًّا يَسْكُتُونَ۔

یعنی اس جگہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کا اقرار ایک دنیاوی عقیدہ ہے  
 اور وہ شخص اس سے بے خبر ہے۔

تفسیر (۳)

عَلَامَةُ اَنَّكَ اَنْفَرًا اَوْ جُنْدِيًّا يَسْكُتُونَ۔ اَنْفَرًا اَوْ جُنْدِيًّا يَسْكُتُونَ۔

یہ کہ

فَاَنْ كُنْتَ حَسْبِيَ اَللّٰهُ يَكْفِيْكَ اَنْفَرًا اَوْ جُنْدِيًّا

حَسْبِيَ اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَاسْتَعَاوَا

وَمِنْ خَلْقٍ لَا يَعْرِفُ اَنْ اَتَى الْاَسْبَدَ

اَنْفَرًا اَوْ جُنْدِيًّا يَسْكُتُونَ۔

اَنْفَرًا اَوْ جُنْدِيًّا يَسْكُتُونَ۔

اَنْفَرًا اَوْ جُنْدِيًّا يَسْكُتُونَ۔

اَنْفَرًا اَوْ جُنْدِيًّا يَسْكُتُونَ۔

اَنْفَرًا اَوْ جُنْدِيًّا يَسْكُتُونَ۔

اَنْفَرًا اَوْ جُنْدِيًّا يَسْكُتُونَ۔

اَنْفَرًا اَوْ جُنْدِيًّا يَسْكُتُونَ۔

اَنْفَرًا اَوْ جُنْدِيًّا يَسْكُتُونَ۔

اَنْفَرًا اَوْ جُنْدِيًّا يَسْكُتُونَ۔

علیہ وسلم اقلی جمیع الخلق  
 وکن لا ادری هل هو من البشر  
 او من الملائكة او من الجن  
 او ادری هو من المریب  
 او المعجم فلا شک فی کفره  
 لکنک وبہ الفرقان فتولہ خلق  
 ہو غنی بعت فی الامین  
 رسول منہم و قال تعالیٰ  
 ولا الخلق مکسر فی مضحک  
 و بحد ما لکنہ قوی و لایست  
 خلقت من سفلی و صا و علوی  
 بالضرورة عند الخا ص  
 و العام ولا اطر فی ذلک  
 خلافا و غیر  
 (الذی فی مہجہ خراج کلمہ ص)

کا وہی ہے کہ جس کی ہر شے میں نہیں ملتا  
 بشر خود فرشتہ یا دیو کوئی نہیں جانتا  
 نہ شرعی یا دینی میں کفر کی کجائی ہے کہ  
 اس نے انہی کی گدیب کی ہے کہ  
 اللہ تعالیٰ کا فرقی ہے کہ خدا تعالیٰ  
 وہ راست ہے جس کے انجیل میں  
 میں سے رسول بھیجا اور نیز فرمایا کہ  
 اگر وہ دے کر میں تم سے پر نہیں کرتا  
 مگر یہ فرشتہ ہیں اور اس سے اس چیز  
 کا ہی انکار کیا جو اسطی اور میں  
 سفلی و خلقت سے توانست علی آئی  
 ہے حدیج چیز عوام و خاص کے ان  
 بالہذا جہ معلوم ہے اور کچھ اسی میں  
 کسی کا کوئی امکان معلوم نہیں ہے۔

فیروز آباد

علامہ سید محمد اویسی ہنوی و الترقی مستطردہ لکھتے ہیں کہ  
 وقد سئل الشیخ ولی الدین  
 العراقی هل المذہب یكون  
 علی اللہ علیہ وسلم بشر  
 و من المریب قسطنطنیہ  
 صحیحہ الزیدان و من یفرض

شیخ ولی الدین حوائج سے سوال کیا گیا کہ  
 کہ یہ مذاہب انحضرت علی علیہ السلام  
 بشر اور علی بن ابی طالب کے لیے  
 ضروری ہے یا فرض کیا ہے یا نہیں  
 ہے اس کا جواب دیا کہ صحیح نہیں

انکشافیتہ فاجاب بدتہ شرط  
 فی صفۃ الایمان تعرفانی  
 فلو کان فی شخص اوی منہ  
 برسانہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
 انی جمیع الخلق کفی لا ادری  
 هل هو من البشر او من  
 الملائکۃ او من الجن الاول  
 ادری هل هو من العرب  
 او العجم فلا شک فی کفونی  
 لشکریۃ القرآن ویجحدہ  
 ماتلکۃ قروی الاسلام  
 خلفا عن سلف وصادرا مطلقا  
 بالضرورة عند الخفا  
 والاعوام والا علمونی ذلک  
 خلافا لخلو صکان غویا لا یجوز  
 ذلک وجب تعلیمہ ایاہن کان  
 حجدہ بعد ذلک حکمتنا بکفر  
 والتیرواج المذنی علیہ طبع سر  
 کے لیے شرط ہے مگر کسی شخص نے  
 یہ کہا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
 کی رحلت کو تمام خلق کے لیے ثابت نہیں  
 کیوں میں یہ نہیں جانتا کہ آپ بشری  
 یا فرشتہ یا جن یا یاں کہا کہ میں نہیں جانتا  
 کہ آپ عربی تھے یا عجمی لو اس شخص کے  
 نظریں کوئی کتاب میں یہ لکھا کہ اس نے  
 قرآن پاک کی تکذیب کی ہے تو اس پر  
 کا انکار کیا ہے۔ میں کی سنت و سنت  
 تمام عرب و عجم میں تھی اختیار کرتے  
 رہتے اور جو پیراس و نام کے نزدیک  
 پہلا ہندو مسلم ہو چکا ہے اور میں اس پر  
 کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں جانتا  
 پس اگر کوئی شخص خفی ہے جو اس کو  
 نہیں جانتا تو اس کو اس کی تعلیم دینا  
 واجب ہے۔ اگر تعلیم کے بعد بھی وہ اس  
 کا انکار کرے تو میں اس کے کفر کا علم  
 کرینگے۔

تفسیر (۱۵) (۱۶)

علامہ مولیٰ عمر بن احمد شیرازی صاحب قیودہ، ترمذی، وائلی سید میں کا ایک نام  
 مشہور و معروف۔ مصنفۃ المسند شرح التفسیر البیروتیہ مشہور طبع مقبول اور کثیر الاثر  
 سراج دین کے نام اس کا ذکر ہے۔

اور فرمے کہ کس وضاحت سے یہ اکابر علماء اسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شہرت اور آپ کے عربی کلمے سے جہالت کو کفر قرار دیتے ہیں، کیونکہ یہ بنیادی حقیقت ہے

## آپ کی بشریت کا ثبوت ایک اور انداز سے

اللہ تعالیٰ آدمی اور بشر کا مادہ ظاہری سے بے خبر نہ کرے قرآن کریم کے حوالے سے پہلے ذکر پہلے ہے اور دینی ہی سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر تمام انبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام حضرات اخیانہ کو امام علیہ السلام کی تعلیمات اور پیغام نبوی ہے اس میں شک و شبہ کی تعلقات کوئی گہما گہما نہیں ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مادہ کے لحاظ سے بھی یہی ہے۔

مختصر

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت

روای ابن الجوزی فی الوفا	امام ابن جوزی کے کتب فوائد میں
عن کعب الاحبار انہ لقوا	حضرت کعب وصال سے روایت کی ہے
نبا اولاد بن یحییٰ بن محمد علیہ السلام	کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ واقعہ فرمایا کہ
طیوس مسلم امر جب بن اخیل	وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا
علیہ الصلوٰۃ والسلام	کرے تو اس نے حضرت جبرائیل
یا کعبہ بالظلیفۃ البیضاء	علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم دیا کہ وہ علیہ
فیہ ساری صلاۃ من ملائکہ	ملائکہ کے ساتھ چاہی وہ فردوس کے
العرش و فیہ فیض فیضۃ	فرشتوں کی جماعت میں آئے اور آپ
من موعیج غیبی و بیضاء	کی قبر ملک کی جگہ سے سفید نور و غیب
تنبیۃ لعمیۃ صاوالقنویہ	ملائکہ کی ایک ٹہنی جہاں سورہ مائتہ
ان و غیرہ کتب صحیح میں	کے پانی سے گوند میں لگی۔

اور پھر اسی مقام مبارک میں دو دروازے اور چھوٹا ایل حکم کے تحت سے کے کوئی عورت  
الہی سے ملی افضل ہے، آپ بعد از وفات دہلی کی گئے اور اسی مقام میں حضرت ابو بکر  
اور حضرت عمرؓ کو دہلی جرنے کا اعلان شرف حاصل ہوا۔

— نمبر ۱ —

یعنی وقت حضرت تاجی شہداء احمد صاحب دہلی جی الحقی و الحقی مسئلہ و کتب  
مسئلہ، ممکن ہے کہ بعض اولیاء بعض دنیا و کرم علیہ وسلم و اسلام کی اپنی  
مٹی سے پیدا ہوئے ہوں، نیز کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی مٹی سے بنے ہوں۔  
الحق و شہداء علیہم السلام

— نمبر ۲ —

ابریلی فرقر کے قائد احمد و جہان مولوی احمد رضا علی صاحب کا اقرار  
مولوی احمد رضا علی صاحب کو بھی اس کا اقرار ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا  
امداد مبارک مٹی سے بنا اور آپ بشری، چنانچہ وہ ایک مقام پر علامہ غلیب بغدادی کی  
کتاب التلویق و التفریق کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے طریق سے ایک روایت  
نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں ابو بکرؓ اور  
سے بنے۔ اسی میں دہلی ہوں گے۔ و السنیۃ الاثریۃ  
تذکرہ تاجی شہداء احمد صاحب دہلی جی کے بھی کیا ہے و علامہ جہان علی صاحبی مراد  
خان صاحب کے حوالے پر اس پر قائد دہلیوں نے کتب کے کئی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم انسانی  
میں شاکہ پاک سے بنا ہوئی اور دہلی اسی مٹی سے بنے۔

## بریلوی علماء کے اقوال سے آپؐ کی بشریت کا ثبوت

— نمبر ۱ — علامہ صاحب بریلوی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں لکھتے ہیں کہ وہ بشر  
ہیں مگر نام عسی سے لکھا گیا شرف و دہیم انسانی دیکھتے ہیں۔ مگر راج دنا کہ سے ہزار





بشر ہے۔ کسی اور کو جس سے ملے۔

### تفسیر (۴)

مولوی نعیم الدین مراد آبادی صاحب کی چند عبارتیں ملاحظہ ہوں۔

۱۔ خود کسی ائمہ علیہ السلام قرآن ہی کے حسب و نسب کا کم خوب سمجھتے ہو کہ تم میں سب سے مال نسب میں اہل تمہاری کے صدق و ایمانیت لہذا تقویٰ طہارت و تقدس اور اخلاقی عبادت کو بھی خوب جانتے ہو اور رحمانیہ قرآن ص ۳ ص ۴۰ اگر آپ مذہب سے تو عربی و فارسی اور حسب و نسب کا سوال ہی پیدا نہیں ہوگا۔

۲۔ کتاب کے پہلے کو بشر کا وصل ہوا۔ تاہی تعجب و انکار قرار دیا اور پھر جب حضور کے معجزات دیکھے اور یقین ہوا کہ بشر کے مقدس سے بالاتر ہی تو آپ کو ماحررتا یا ان کا دھڑکی تو کدب و داخل ہے مگر اس میں بھی حضور کے کمال اور اپنے جزا و احسان پایا جاتا ہے۔ رحمانیہ قرآن ص ۳۸

۳۔ اور خواص بشر یعنی انبیاء و عظیم الصلوٰۃ والسلام خواص ملائکت و افضلی ہیں اور صلوات بشر عوام ملائکت سے جو یک طرفہ ہیں بہت کم ہیں ان کے نزدیک ملائکت زیادہ کرامت رکھتا ہے اور بہت کم فرشتے ملائکت پر قبول ہیں۔ یہی ان کی سرشت ہے۔ ان میں عقل بہت شہرت نہیں اور بہا تم میں شہرت ہے عقل نہیں اور آدمی شہرت و عقل کا جامع ہے تو جس نے عقل کو شہرت پر غالب کیا اور ملائکت افضلی ہیں اور میں نے شہرت کو عقل پر غالب کیا اور بہا تم سے جنت ہے۔ الخ (رحمانیہ قرآن ص ۴۰)

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس کا ذکر فرمایا ہے جب حضرات انبیاء و عظیم الصلوٰۃ و السلام اپنی قوم کے یا اس یا اس جلیل چہے اور جی کی بات نہیں سنائی تو کہ انہوں نے کہا کہ کم بہت ہے جیسے کہی اور بشر جو توڑیں ان کی پی جا سے نہ نکال پاتے ہیں۔ ان کو ہمارے آپ دادا پر جتے تھے اب تم بہت سے پاس کوئی مدد بھی نہ ملے گا۔ اس کے جواب میں۔

قالت لهم و انظروا ان۔ انہی کے دھوکوں کے ان سے کہ ہم

عن ابو بشر مثله و الکوفی ہی آندادی طریقی انہی مگر اثنائے  
 اثنائے یعنی حق من قضا و ط ۔ بعد میں میں پر چاہتے احمدی فرما  
 (پتہ سورہ ابراہیم ۲) ہے ۔

مگر جہاں صاحب درجی کہتے اس کے حلقہ پر مولوی ضیم الدین صاحب لکھتے ہیں  
 (۱) اٹک ایچا ہی بلکہ ہم باقی انہی میں اور اوقات و رسالت کے ساتھ بلکہ  
 کہاہے اور اس صاحبِ عظیم کے ساتھ مطوف فرماتا ہے (صفحہ ۴) اس عبارت میں ان کے انہی  
 کی ترمیمی کیجیے کہ نہ تو اثنائے بنے و انکار کرتے بغیر کہے نہ لکھتے ہوں ۔  
 (۲) ایک طویل عبارت کے آخر میں، تو کسی حق کو رو انہی کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام  
 سے نمائش ہونے کا دعویٰ کہے یہ ہی طویل و نہ چاہیے کہ آپ کی بشریت بھی سب سے  
 اعلیٰ ہے۔ ہادی بشریت کو اس سے کہہ کر بہت نہیں (صفحہ ۴) ۔

یہ جو کہ کتابتِ باطل کا اور دست سے، انہی میں ہی آنحضرت علیہ السلام و دوسری  
 بشریت میں تو تسلیم کی گئی ہے اور اس خاکست کی ابتدا میں یوں لکھتے ہیں کہ انہی میں اٹک  
 انا بشر مثله و اثنائے کی تفسیر کی گئی ہے، ظاہر میں کہیں کو پہنچایا جاتا ہوں یہی بات  
 حق بھی جانتے ہے اور میرے تمام سے وہی میں بلکہ میری کوئی غلطی عبارت میں نہیں ہے ۔  
 تو کہلائے کہنا کیسے صحیح ہو سکتا ہے کہ میری بات نہ تھا، سے دل نہ ہے نہ تھا، سے سننے میں  
 کہنے اور میرے تمام سے وہی میں کوئی مذکور ہو کہ میرے کئی غیر میں یہ فرشتہ آنا و تمام  
 کہہ سکتے تھے کہ وہ وہ سب سے دیکھتے ہیں آبی مدائن کی بات سننے میں تھے ۔ ہم ان کے  
 کو ہم کو کچھ نہیں ۔ چاہے ان کے وہی میں کو غلطی نہ تھی ہی ہر ہی مذکور ہے ۔ لیکن یہاں تو  
 جہاں نہیں ہے (صفحہ ۲) پتے کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دلی تیرا ہے نہ انہی  
 اس کی تفسیر کا خدا کیسے جس ظاہر اور بظاہر کا استقامت کر سکتے ہیں وہی وہی وہی ہے  
 ج ۔ وہاں سے کہ گن گن فرم کر ہے یہی لیکن ساتھ ہی ساتھ آپ کی بشریت کے اقرب  
 فائز میں نہیں ہوتے ۔ عجیب لکھتے ہیں کہ ہم نے انہی میں نہ پتہ و حق

۱۰۔ مولیٰ نعیم الدین صاحب نے عقائد پر ایک ایسا سلسلہ لکھا ہے جس کا نام ہے کتب العقائد و ہدایت پہلے ان کی زندگی میں ہندوستان میں طبع ہوا تھا اور اب لاہور میں دوبارہ طبع ہو رہا ہے۔ انہی کتب کا دوبارہ طبع اس وقت کا لاہور اور ہفت مدینہ سواہی خلیفہ کا اس زمانے کے مسئلہ پر پورے کام کی ہے۔ "نبوت کا زمانہ" اور "اس کے پیچھے لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے غنیمت کی پہچان کی ہے جسے ہم پاک بندوں کو اپنے اسلام پہنچانے کے واسطے بھیجا ہے اور یہی کتب خدا کے خلائقوں نے پہلے بشر کے فروع کا لفظ لکھا ہے اور اس پر مبنی ہے وہ اپنا اصل جہاد لفظ رکھنے کا اور خدا کے پیچھے ہیں۔ لا حول و لا قوۃ الا باللہ اور اسی کتاب کے مسئلہ پر ہے۔

سوال : کیا جن اذوقہ کے میں نے جوتے ہیں ؟

جواب : میں نے صرف انسانوں میں جو کچھ ہیں اور ان میں فقط مرد کوئی خدمت نہیں ہے کی اس لئے۔

اس صریح جواب سے معلوم ہوا کہ تمام حضرات ائمہ و کرام شریعہ و اسلام انسانی آدمی اور بشر کے اور علی الخصوص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

تفسیر

مفتی احمد رضا صاحب دہلوی نے فرم فرمائی تھیں ہیں۔

نبی طیب بشری آئے ہیں اور انسانی ہی ہوتے ہیں حتیٰ وافر شہ نہیں ہوتے اور (جہاد الحق مسئلہ ۱)

دعا میں کلام ہم اس بحث کو پورے پر علی شاہ گاندھی کے لکھنے پر ختم کرتے ہیں، دہلی میں صاحب پریس علی شاہ گاندھی کے کسی نے سوال کیا کہ بشری گزشتہ لکھا ہے کہ انھوں نے علی شاہ علیہ وسلم پر عبادت کیا کیا، تو اس فقرے کے ذکر کے سلسلہ میں سو فیصد کا نزاع ہو۔ سوال ہے کہ آپ پر عبادت کا اثر کیا معنی رکھتا ہے؟ تو بطور مثال تجارت کے معاملات

ہے۔ بعض اس کا جواب پر مایوس نکلے ہیں۔

الجواب هو العصاۃ۔ واقعہ سکونیت کائنات باریکات جناب سرور کائنات  
صلی اللہ علیہ وسلم صبح و عورت ہے اور صوفیوں کا نشانِ نذول بھی بے آفاقہ مستری ہی  
واقعہ معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ اس بارہ میں بکثرت اعادہ یک مودی ہیں، مگر اس واقعہ کے  
ذکر سے کوئی خدشہ و اعتراض نہیں وارد ہوتا ہے کیونکہ جیسے اعداد و اشیاء بشریہ مثلاً  
کھانا، پینا، سونا، مٹی، لہو، من حیث الالفیت ثابت ثابت ہوا کہ کے ساتھ لگا ہوا انسانی  
طریقہ اگر مگر کمالی من حیث البشریت ہے نہ من حیث الجنۃ اور عقائدی صرف صراط  
طبیع سولہ (جنگِ طبری) پر ہیں، حدود و الجہت دی، اور اسی فخری میں آگے چل کر کہتے ہیں کہ  
اور اگر متاخر من حیث الجنۃ نہ ہو تو پھر بھی کائنات و اشیاء ہی کوئی مستحکم امر  
نہیں ہے، بلکہ یہ خاصا بشریت ہے جیسے اعداد و اشیاء بشریت سے ہی متزلزل نہیں ہوتا ہے  
ہی دنیاوی کائنات و مسائل سے بھی پاک نہیں ہو سکتا ہے۔ اعداد و اشیاء

# باب دوم

ہماری کرام اس باب میں ہم فرقی مخالف کے خلاف کے جہاد است قرآن کریم و احادیث مبارکہ اور مستخرج فقہ کرام و مفسرین کے قرآن و احادیث کی روایت میں چلی گئے ہیں (ملاحظہ فرمائیے)

پہلی دلیل [آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے و ثلثہ چلی گئے تھے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

قُلْنَا يَا آدَمُ خُذْ زَوْجَكَ هَاهُنَا	جائے تک تمہارے پاس آئی ہے، اللہ
بِكُنْتُمْ قَائِلِينَ ۝ يَتْلُو ذِي الْقُرْآنِ	تعالیٰ کی عزت سے اور حق اور کتاب
مِنْ الْقُرْآنِ وَخُذْ أُمَّكَ وَسَبَّحْ	کا ہر کہنے والی میں سے اللہ تعالیٰ بڑا
الْحَمْدُ لِلَّهِ ۝	کر کہے اس کو جو کائنات پر اس کی رضا
وَبَقِيَ مَا دُونَ ۝ (۳۳)	کا ساری کا دیکھو کہ۔

کہنے والے کہتے ہیں کہ اس میں اختلاف ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی مراد ہے اور چکر چھوڑ دینے سے کتاب کا ذکر کیا گیا ہے اور صفات و معنوت علیہ مطہر ہوئے ہیں۔ لہذا قرآن تک شے ہے اور کتاب بڑا۔

الحجاب : اس میں اختلاف ہے خود قرآن کریم مراد ہے اور صفت محض تفسیری ہے میں میں معنوت و معنوت علیہ کا ذاتاً تفسیر نہیں بلکہ محض صفت کے لہذا اسے کتاب پر ہے مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم دلالتی ہی ہے اور وہ ذات کہ کہوں کر ہی بیان کرنا ہے اور اس کا ایک فرقہ ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی کا ذکر اسی آیت کے

خروج میں مشغول ہو چکا ہے۔ کیا افضل النعمان یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس کو اپنی کتاب سے الگ کر دیا ہے اور اس کو اپنی کتاب سے الگ کر دیا ہے۔ اسے اپنی کتاب الخیر سے الگ کر دیا ہے اور اس کو اپنی کتاب سے الگ کر دیا ہے۔ ہم پر الخ اور آخر میں کتاب کا ذکر ہے جو بدھن میں ہے اور یہی بھی ہے اور وہ ہر قرآن ہے کہ آگے بعد ہی ہم میں نہیں ہے۔ ہر فرقہ سے آپ کی ذات گزری اور کتاب میں سے الگ ہے۔ ہر فرقہ میں تو ہر فرقہ کی یہ سب الگ ہیں جو کہ خدا اور کتاب میں ایک ہی ہے۔ اس لیے ہر فرقہ کی یہ سب الگ ہیں۔ گویا سابقہ و ہاتھ اور ما قبل و ما بعد دونوں اس کے ہیں جو کہ اس تمام پر اور سے قرآن کریم ملتا ہے۔ علاوہ ان قرآن کریم میں دوسرے اختلافات پر جو فرقہ قرآن کریم کی صفت میں ہوتی ہے۔ مثلاً ایک تمام پر آتا ہے۔

وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ هُذًى وَبُحْرَانًا ۚ  
وَبِالْقُرْآنِ نَحْنُ وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ هُذًى وَبُحْرَانًا ۚ

اور دوسری جگہ یہ ملتا ہے۔

وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ هُذًى وَبُحْرَانًا ۚ  
وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ هُذًى وَبُحْرَانًا ۚ  
وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ هُذًى وَبُحْرَانًا ۚ  
وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ هُذًى وَبُحْرَانًا ۚ

رہا، عزت، ۱۰)

اور ایک مقام پر اس طرح ارشاد ہوتا ہے کہ

وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ هُذًى وَبُحْرَانًا ۚ  
وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ هُذًى وَبُحْرَانًا ۚ  
وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ هُذًى وَبُحْرَانًا ۚ  
وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ هُذًى وَبُحْرَانًا ۚ

رہا، عزت، ۱۰)





کہ بیان کر، تشریحت کی ضرورت میں نہ پڑے اور اس کا پس منظر ایک بات ہے کہ بیٹے کو بہ نسبت بھی انہی کی صورت میں نظر آئے، اس کا کسی کے پاس کیا علاج ہے۔  
**دوسرا اعتراض** | علامہ ابو سعید آیت مذکورہ کی تفسیر میں اہل علم و فضل کے یہ

توحید الصمد المجدد	عمر محمدؐ کے واسطے انہی کے پاس سے ہی آیا
الافتاء العرس جمع بالذات	ہے کہ ان کا سچا منہ بالذات ہے
او فکونہا فی حکم التوحد	کیونکہ ان کا حکم قرآن کی جامع انسانی صورت
اور یہ یہی ہے فکونہا فی	اگر مشہور ہو سکتی ہے تو وہ آپ کی ذات
	مقدس ہے اور انہی کی ذات و
	صفات کی انگریزی یا ہی عبارت عامل
	ہو سکتی ہے، تو قرآن کریم ہے یا
	اس لیے کہ دونوں کا حکم ایک ہے۔
	کیونکہ دونوں کا حجب الہامیت پر
	اور انہی دونوں کی طرف مذکورہ کی
	گواہی میں (ایسی ہے) اور یہی وہ حجاب
	ہے جو اس اسم کے حوالے سے انہی کے حجب
	اعداد میں آیا گیا ہے۔

شیخ ابو سعید کی طرح علامہ عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے علامہ ابن کثیرؒ میں علامہ ابن کثیرؒ کے روح البیان میں اور دیگر اکابر علماء نے بھی اپنی کتابوں میں اس اسم کے حجاب کو (توضیح البیان ص ۱۱۱)

توضیح مذکورہ کے علامہ ابو سعیدؒ کی اپنی عبارت میں نقل ہیں کہ چونکہ  
**الجواب** | اس سے ان کی جملہ تفسیر کا ترجمہ ہے جو توفیق مذکورہ کو شریعت ان کی

پوری عبارت ہے۔

وَالْعُطْفُ الْفَتْحُ بِمِلِّ الْعُطْفِ  
بِالْعُضْوَانِ مَنَزِلَةُ الْعُضْوَانِ  
بِالذَّاتِ وَقِيلَ الْمُسَوِّدُ  
بِالْزَّوْلِ هُوَ الْمَسْوُودُ عَلَيْهِ  
«صَلَوَاتُ وَالسَّلَامُ وَبِالْمَنَاقِبِ  
الْمُفْرَاقِ يَهْدِي بِهِ تَوْحِيدُ  
الْمُضْعِفِ الْمُضْعِفُ وَوَقِيلَ  
الْمَرْجِعِ بِالذَّاتِ هُوَ الْكَوْنُهَا  
فِي حُكْمِ الْوَحْدِ الْوَارِدِ يَهْدِي  
بِهَا مُشْكِرًا - (تفسير السمعاني)

یعنی (اور) ایک لفظ کتاب سے ایک ہی  
چیز مراد ہے، اور عطف اسی جگہ ہوگا  
عنوان کی مشابہت کو بمنزل منسوب  
ذات کے تعلق ہو گیا ہے اور اسی کا  
لگا ہے کہ خود سے آنحضرت علیہ السلام  
و علم اور کتاب میں سے قرآن کریم  
مراد ہے، اسی کے ذریعے اللہ تعالیٰ  
ہدایت دیتا ہے، یہ کہ غیر موجود کسی  
بے مفروضہ لگا ہے کہ مرجع اللہ ذات  
ہے یعنی قرآن کریم جو روشنی کا ذریعہ  
ہی ہے اور کتاب میں بھی ہے، یا  
اسی جگہ کہ عنوان کی کتاب اور ہی واحد  
کے علم ہی میں دو تھے، ان ہی ہدایت و  
روشنی کا ذریعہ ہیں، یا مذکور کی تائیدی  
سے یہ مفروضہ ہے۔

اسی تفسیر میں علامہ ابو حمزہ نے جو بڑے گندہ و غسری جگہ تفسیر بیان  
کی ہے کہ خود کتاب میں سے ایک ہی چیز مراد ہے اور پھر (اور) ذات کے ایک  
جھٹکے کے عطف اس لیے ہے کہ عنوان الگ الگ ہے (اسی کو ہم نے تفسیر میں متذکرہ میں  
پوری تفسیر کیا ہے۔ اس میں لفظ خود سے خود قرآن کریم مراد ہے اور عطف اس تفسیر ہی ہے جس  
میں صوفیاء اور محدث علم میں قرآن کا تفسیر نہیں، بلکہ بعض صوفیاء کے لفظ سے تفسیر ہے، یا  
اور پھر لفظ میں سے جو عنوان خود مشنعت قول پر اجلا ہوا ہے، یہ تفسیر کی ہے کہ خود سے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اور کتاب میں سے قرآنی کرم مرلو ہے اور پھر پھر  
کو خیر دانے کی وجہ نقل یہ وہاں کی ہے کہ چنانچہ خود اور کتاب میں تصدیق ہی چھپر مرلو ہے  
یہ قرآنی کرم ہے اس لیے فہم کے تحت جو مسئلہ کی وجہ سے خیر مرفوع ہے اور اس لیے خیر مرفوع  
ہے کہ دونوں میں کتاب اور قرآنی ذات اور نقلی کا فہم میں یا اعتبار نہ کہ جسکے خیر مرفوع کی  
ہے اور اکثر مفسرین کو اہم لے یہی مطلب لیا ہے جو علامہ ابوسعود نے بیان فرمایا ہے۔  
قرآن نہ کہہ کر کہہ کرنا ہدیت ہے کہ علامہ ابوسعود کی فہم سے ان کو کیا فائدہ حاصل ہوا اور اس  
سے ہمیں کیا فائدہ ہی ہوا کہ علامہ ابوسعود نے وہی کہہ نہیں فرمایا جو ہم نے کہا ہے ؟

مولوی نظام الدولہ سیدی صاحب احترام فرماتے ہوئے لکھتے ہیں اگر  
**قیسراستراض** | آپ کو کسی پر حملہ ہے کہ جب خیر و اعدیت تو مرجع ہی واحد ہوا  
جائے تو پہلے ہی سے ایکنے کب ضروری ہے کہ اگر مرجع واحد ہو تو خود اور کتاب میں  
دونوں سے مراد قرآن ہو یہ کیوں نہیں ہو سکتا کہ دونوں سے مراد خود ہی کرم صلی اللہ علیہ وسلم  
کی ذات مقدسہ ہو اور ہی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شریعت میں اور علامہ ابوسعود نے  
ردح طعن میں دیا ہے جسے ہم بھی نقل کر چکے ہیں۔ (قرآن العریان ص ۳۴)

حضرت علامہ ابوسعود نے وفد حائل بعض انفس پر الخ کے  
**ابنکواب** | انہوں نے یہ خیر نقل کی ہے کہ کتاب میں ہے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ  
وسلم کی ذات گری مرلو ہو، جیسکہ خود سے ہی مراد آپ کی ذات مقدسہ ہے اور چنانچہ  
ایک ہے اور تغایر نقل ہے، لہذا خیر مرفوع کی ہے۔ سوغرض یہ ہے کہ قرآن مذکور  
کو شاہ کسی لائق اور فاضل استوائے یہ بتایا ہو کہ علامہ ابوسعود کی طرف ابحاث ہوتی  
ہے اور اس سے آگاہ دیکھائی مراد ہوتی ہے، لہذا اکثر چند سوال یہ ہے کہ قرآن کرم سے  
میان و میان اور دیگر عقل متواترہ اور براہین قطعیہ اور مجہوز معشری کو اہم کی دیکھ کر کہ  
کہہ لکھنے دیکھنے معشرین کے قول پر عقیدہ کی علامت لکھ کر قرآن کی ہاسکتی ہے۔ یہ  
ہو گا کہ نقل کے طور پر ایک خیر مرفوع سے یہ ہی مقبول ہے اور یہ اللہ علی الجاہل

کے نابری اصول اور مذاہب کا چھوڑ کر شک و دودھ کے پیچھے بیٹا دی کی کوئی ہی خدمت ہے  
 اسی طرح علماء کو بھی کئے صرف ایک احتمال کے درجے میں یہ تعبیر قائل کی ہے۔ نوادۃ الیوم  
 پر اہل انوار والکتاب المصہین صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل انوار والکتاب  
 نہیں کہ نور اور کتاب میں دونوں سے بنی علیہ السلام کی کتابت مندرجہ ہے آپ صلی  
 انصاف سے فرمائی کہ کیا محض ایسے احتمالات سے دین کا کوئی بنیادی مسئلہ ثابت ہو سکتا ہے  
 یا اس طرح کے احتمالات پر عقائد کی بنیاد رکھی جا سکتی ہے اور ایسے احتمالات کا اگر دین کے  
 اصول و مذاہب سے ٹکراؤ نہ ہو تو قبول کیے جا سکتے ہیں۔ یہ صورت دیگر وہ خود قابل تاویل ہوتے  
 ہیں۔ یہ بھی نہ ہو تو مردود ہوتے ہیں۔ عقول خندہ لا ہرکتی۔

سے اٹھا کر چھبک دو باہر لگی ہیں

چوتھا اعتراض [تلمیح کوئی نہیں] امام قرطبی لای اسی بات کے تحت ارتقا منقول ہے۔

و علیہ اقوال الاول ان اللوح	اور اس بات میں کئی اقوال ہیں پہلے
والنور محضہ و جاء الکتاب	کہ پہلے شمع نور سے مراد لوح علی
القرآن و انشائی ان النور	علیہ وسلم میں اور کتاب سے قرآن کریم
والنور الاسلامی و جاء الکتاب	دوسرے کہ نور سے اسلام مراد ہے اور
انشائی ان النور و الکتاب	کتاب سے قرآن و تیسرے کہ نور اور
هو القرآن و علیہ ضیعت	کتاب دونوں سے مراد قرآن کریم ہو
لان العظمت ہیں حسب	اور یہ کچھ بات ہے۔ یہ کہ جو مختلف کتاب
انصافاً ہے۔	کو چاہتا ہے۔

اب خدا موعود کی سر فرما صاحب کو چہ چلی گی بعد لگا کر میں قول پر اصرار نہ پختہ ہے  
 کی عبادت گزاری کی ہے۔ وہ تیسرے درجے کا قول ہے۔ یہی گواہی دیتی ثابت کر دے  
 دیتے ہیں۔ (توضیح الیوم ص ۱۱۱)

موجود ہے کہ اگرچہ امام دائی نے اس کو صحت مقرر کرنا ہے نہایت کرور  
**انکساب** میں فرمایا، لیکن دیگر مجدد فخری کلام میں اس کو قوی و متاثر قرار دیتے ہیں۔  
 ہی میں علامہ ابوالسودؒ بھی میں اس کی صحت عرض کی جا چکی ہے اور امام دائیؒ اور سے  
 اسلام میں ملوث ہے ہیں، علامہ برکاتیر کبیرؒ بھی آپ اہل کی اس قوی تفسیر کو قبول  
 نظر آدا کرتے ہیں۔

مولوی غلام رسولؒ بھی صاحب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نور  
**پانچواں اعتراض** جو نے برکاتی احوال نقل کرتے ہیں اور جو امام کو یہ قیاساً چاہتے  
 ہیں کہ دیکھو یہ تمام فخری حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قرانی دیت ہیں اور مولوی سرسرا  
 حضور کے نور ہونے کا انکار کرتے ہیں، چنانچہ ان کے احوال پر سے پورے نقل کرتے ہیں  
 بہانے صرف حوالوں پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔ علامہ ہوں تخریج علیہ السلام اور صلی  
 میں حضرت امام دائیؒ اور حضرت طاعنیؒ اور علامہ طاعنیؒ سے یہ نقل کیا کہ نور سے  
 آپ کی ذات ہی مراد ہو سکتی ہے، بلکہ اجمال علامہ دائیؒ آپ نور و قیاس میں اور صلی  
 اس تفسیر کو تادمہ اور مذہب سے نقل کرتے اور اس کو ان کا عقیدہ قرار دیتے اور علامہؒ میں تفسیر  
 علامہ میں اور مولوی ابوالسود سے یہ نقل کیا کہ نور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات  
 مراد ہے اور اس طرح صلیؒ میں تفسیر شادی، غلطی اور غلطی سے اور صلیؒ میں تفسیر  
 کے حوالے سے، نقل کیا کہ نور سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور صلیؒ میں علامہؒ  
 صلیؒ کے حوالے سے اور علامہ تفسیر کے درمیان علامہ کے حوالے سے اور علامہؒ میں  
 کے تفسیر کے حوالے سے یہ نقل کرنا شاید نور سے خود اہل کرم صلی اللہ علیہ وسلم اور کتاب میں  
 سے قرآن کریم مراد ہے اور پھر صلیؒ میں علامہ تفسیر صلیؒ اور قاضی شہانؒ کی تفسیر  
 صلیؒ سے اور صلیؒ میں حضرت طاعنیؒ کی تفسیر شادی صلیؒ سے اور پھر تفسیر شادی  
 سے اور صلیؒ میں تفسیر کبیر کے حوالے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نور  
 اور صلیؒ میں تفسیر جو نے کے حوالے نقل کرنا دینی و دینیو۔

انجیل

ہر حال کے سب برحق ہیں اور وہی ہیں کوئی ایک حوالہ ہی جہاد سے خلافت  
 نہیں ہے۔ بلکہ سب جہاد سے متعلق ہیں اور خلافت کو سب سے پہلے  
 جہاد میں ہی پہنچانی ہے۔ سب کے لیے یہی دستور ہے۔ اور اس کے لیے کہ کتاب کا کلمہ جہاد  
 اور جہاد سے اس کا کوئی واسطہ ہی نہ ہو۔ ہم خود قذافہ کا کلمہ میں لکھتے ہیں اور یہی  
 ہے کہ کلمہ لکھنے کے بعد کہ وہی وہی وقرآن کے تحت خود سے قرآن کریم ہر جہاد سے اور خلافت  
 ظہیر ہے۔ مگر دوسری ظہیر کو ہی تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ تنجید میں لکھا ہے کہ جہاد سے اور یہی  
 وہ ہے کہ اکثر مفسرین نے خود کو کتاب میں ہیں خود سے قرآن ہر جہاد سے۔ ان  
 بعض نے خود سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سند سے اپنی ہی مراد لی ہے۔ لیکن وہی  
 مفسرین کو ہم اپنی ظہیر میں دوسرے متاثر ہو کر آپ کی بشریت والہانہت کو کلمہ  
 عقول اختیار کرتے ہیں۔ انہیں اس واسطے ہر جہاد سے کہ خود کیا ہو سکتا ہے کہ آپ بشر  
 آدمی اور انسان ہیں۔ خود سے کہہ دیتے ہیں کہ جہاد میں جہاد ہے۔ ان کا قرآن کریم  
 جہاد سے جہاد ہے اور وہی واقعہ قرآن کے بعد ثواب لکھنے کا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے خود ہونے کے جو اسے پہنچا کر کہہ دیتے ہیں کہ جہاد ہے اور میں کیا خلافت ہے؟ اکثر  
 مفسرین کو خلافت میں تمام ہر خود سے قرآن کریم ہی مراد ہے۔ انہیں اس بارے میں خود سے کہہ  
 کر کہ خود کو کتاب ظہیر میں موجود ہیں اور ان کا وہی دستور ہے کہ جہاد ہے اور یہ ان کا  
 وہی دستور ہے کہ وہی خلافت والہانہت ہی سے ملتی ہیں۔ سو جہاد ہر جہاد کے تحت اس  
 ظہیر میں ان کے ساتھ بعض مستند ہیں ہر جہاد سے۔

۱

چھٹا اعتراض | خود صلی اللہ علیہ وسلم کی خود سے کہنے ہیں کہ  
 جہاد میں جہاد ہے اور وہی خلافت والہانہت ہی سے ملتی ہیں۔ سو جہاد ہر جہاد کے تحت اس  
 ظہیر میں ان کے ساتھ بعض مستند ہیں ہر جہاد سے۔

وہی خلافت والہانہت ہی سے ملتی ہیں۔ سو جہاد ہر جہاد کے تحت اس

وہی خلافت والہانہت ہی سے ملتی ہیں۔ سو جہاد ہر جہاد کے تحت اس

یا تصور القرآن فکشفہ و ہے کہ اگر وہ مخالف کا کشف و بیان  
اظہار و طرفی و مہملی و لیبی و وزارت کے طریقوں کو ظاہر کرنا ہے  
و اقتصر علی ذلک الزم مشری اور مشری کے اس تفسیر پر اکتفا کیا ہے  
اور مشری صاحب کثافت کا کیا ہے ہے، نیز اس مسئلہ میں ہے کہ ان  
صاحب الکثافت یکون الغیۃ اما الغیۃ قرآۃ، صاحب کثافت کے اپنی کثافت  
الاستغناء و کمی میں، نیز اس مسئلہ پر یہ علی حیاتی کے ترجموں میں ذکر کیا ہے، ابی علی جب ابی عبد  
محمد ابی عبد جو صاحب من معنی لہ بصیرت، ابی علی حیاتی کو نام محمد ابی عبد القاب  
قرآن اور وہ مشرق بعروست تھا، نیز اس کے ان حوالوں سے یہ امر ظاہر ہوگا کہ ابی علی  
اور مشری دونوں مشرق کے تلامذہ و روح المعانی کی مہارت سے واقف ہو گیا کریں مشرق  
نورانیت، جی کو اللہ کہے کہ قرآن قرآن میں انحصار کہتے ہیں، (قرآن الہامی مشرق و مغرب)  
مولوی نظام الدولہ سعیدی برغوی صاحب کی یہ بات کہ حضور صلی اللہ علیہ  
**الجواب** و سلم کی نورانیت کی کئی کہنے والے مشرق میں غلط ہے کیونکہ قرآن  
کثر میں اللہ تبارک سے قرآن کریم مراد لینا مشرق کا نظریہ نہیں، بلکہ اپنی سنت و الہام  
کے ہی ذریعہ مراد قرآن یہ ہے، چنانچہ لفظ مراد ہی وہی المراد مشرقی عمرانی بنیادی  
و القرآنی سلسلہ، چنانچہ اکثر میں علم قرآن کی تفسیر کہتے ہوئے لکھتے ہیں۔

یعنی القرآن عامۃ الکشاف	یعنی قرآن اس لیے کہ وہ شکار لگزی
ظلمات الشک والعدولی	کی بنا پر کہ کھولنے والا ہے ہر کتاب
والکتاب الواضح الاحجاز	واضح الا نہ ہے اور ابی کا کہ ہے کہ
وقیل یرید بالتور محمد	نور سے مراد نور صلی اللہ علیہ وسلم

صلی اللہ علیہ وسلم

تفسیر قرآن میں ۲۰۰ ص ۲۰۰

انچ بیاد کی گاس تفسیر سے وہ باتیں ثابت ہوئی ہیں، جی بات ہے کہ نور سے مراد قرآن





اسی قرآنِ مزاہد است و روح اللہائی کی جو عبادتِ حق میں سے پیش کی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس آیت سے صرف اور صرف قرآنِ کریم ہی مزاہد یا مستطاب ہے اور کوئی چتر مزاہد نہیں لی جا سکتی۔ علامہ آقا علی اس بات کی تردید کر رہے ہیں کہ مستطاب نے اس آیت کی تفسیر کہ اس میں خضر کو دیا اللہ ذاتِ ہم بھی تسلیم نہیں کر سکتے کہ اس آیت کی اہد کوئی تفسیر نہیں ہو سکتی۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ اناج تفسیر قرآنِ کریم مزاہد لینے والی ہے، کیونکہ تفسیر ہی کام ہے اس آیت کی تفسیر، گنا اقوال یہی کہ ہیں جو کہ سمیعہ صاحب نے بھی اس بات کا اقرار کیا ہے کہ مستطاب سے قرآن ہی کا اس تفسیر میں خضر کو دیا ہے۔ (فیاض)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے کی دوسری دلیل یوں پیش کی  
**دوسری دلیل** | اُنھی ہے کہ ہم عباد اللہ کے اپنی منہ کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام  
 سے روایت بیان کی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ  
 میرے پاس آپ آپ پر خطا ہیں، مجھے خبر دیکھ کر سب سے پہلے اللہ تعالیٰ سے کوئی ہی چیز  
 پیدا کی، تو آپ کے لئے شوق فرمایا کہ

یا جابر بن ابی اناس قد خلقی	اسے جا بڑا ہے نگاہ اللہ تعالیٰ نے تم
قبل الاشیاء نور نسیبک	اشیاء سے پہلے نور نبی کا نہ اپنے نور
من نور - اللہ تعالیٰ	وہ کہ جس سے پیدا کیا ہے۔

(نسخہ عالی شریعہ مولانا شیخ محمد رفیع دہلوی)

اس روایت سے آپ کے نور ہونے پر اختلاف کی گواہی ملتی ہے۔ اجتہاد  
**ابو اسب** | حدیث نہیں ہے، اور اگر اس پہلے کہ اس کی احکام ظہر نہیں کی گئی ہے اور  
 امام عبد اللہ بن شیبہ کے گواہی دیتے، اگر بعض چیزوں میں وہ مغوی ہیں، ان کا کوئی ساتھ  
 نہیں دیتا، لیکن انھوں نے صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے میں تو انہوں نے ایسی حدیث  
 بھی بیان کی ہے کہ میں نے ان کا ساتھ کسی نے نہیں دیا، ابن ابی کتبہ انھوں نے کہا کہ  
 انھوں نے انھوں سے روایت کی ہے۔



فریادگار

اق اول ماخلق الله الخلق  
فقال له اكتب الحديث  
والله اؤدع عظمي وطبعا ليس  
علك وتسمى عظمي وقول  
حسن صحيح طریب والهدایة  
والنهایة پیش وقال الخیر  
احسن

ما قالین کبر مستغنی عن التعلیل منہم قرأتے ہیں کہ

والوارد فی اؤل ماخلق الله الخلق  
حدیث اؤل ماخلق الله الخلق  
وہو ثبت ۹ھ

یہ سب سے پہلی غلطی کے بارے

میں جو بڑے شہوت نگار پہنچے ہیں وہاں

وارد ہے وہ اؤل ماخلق الله الخلق

والفعل ہے۔

دیکھو اور دعوت گیر صلی اللہ علیہ وسلم

اس صحیح روایت سے معلوم ہوا کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے عظمیٰ اؤدع پر پیدا کیا ہے  
جب یہ روایت سے عظمیٰ کی اذیت ثابت ہے، تو جو دعوت گیر اس کو پہلے اؤل ماخلق الله الخلق  
اؤل ماخلق پر گمراہی کرنا قابلِ ممانعت نہیں ہے اور اس بات میں طعن و غرض ہے کہ بعض  
شرح صریح اعداد و ارباب نامہ لکھنے والے اؤل ماخلق کی جگہ اؤل ماخلق کی جگہ پر  
عظمیٰ اؤدع اور عظمیٰ اؤدع کا ذکر کیا ہے مگر قرآن کا ذکر وہ نہیں کرتے اس لیے مطلب اس کے  
سورہ اؤدع پر ہو سکتا ہے کہ قرآن ہی روایت ہی کے نزدیک ثابت نہیں ہے اور ان کلمات کے  
مقام پر تو ضرور اس کا تذکرہ کر دیتے ہیں جو علی نقی نے عوام میں پھیلانے والے روایات  
میں اؤل ماخلق نامہ آپ کا ذکر کیا ہے لیکن خود ہی کی کتابوں میں اس کی تصریح ہے کہ قرآن  
مردود ہے۔ درحقیقت میں طرح روایت میں آپ کے قول کی تردید کا ذکر ہے۔

اسی طرح روح مہلک کی سختیت کا ذکر بھی ہے، چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ رُوحِي وَسَائِرُ الْأَرْوَاحِ أَلَمْ يَخْلُقْ بِوَاحِدَةٍ رُوحَهُ وَنُورَهُ وَجُودَهُ ۝ ۱ ھ  
رَبِّهِ أَشَدَّ بِخَلْقِ رُوحِي صَرًا  
أَوْدَدَ صَرًّا مِمَّا يَرَى كَيْفَ يَرَى ۝

آپ کا ارشاد ہے کہ سب سے پہلے  
اللہ تعالیٰ نے میرا روح پیدا کیا اور ایک  
روح ہی ہے کہ میری روح پیدا کی  
نور و نور کا مطلب ایک ہی ہے کیونکہ  
ارواح نورانی چیز ہے کہ مطلب یہ کہ  
سب ارواح سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میری  
روح پیدا کی

اس سے معلوم ہوا کہ میں قریح اقل ماخلق اللہ تعالیٰ کی روحانی آیت ہے اس لیے  
اقل ماخلق اللہ تعالیٰ کی روحانی آیت ہے اور اس سے روح مراد ہے، کیونکہ وہ ہی  
ایک نورانی چیز اور عین حقیقت ہے جو بارگاہ ربی میں سرایت کیجے جسے سید اور علامہ  
احمد بن محمد الحنفی رحمہ اللہ نے الترتیبی مشکوٰۃ کہتے ہیں کہ

لَمْ يَخْلُقْ رُوحَهُ قَبْلَ  
سَائِرِ الْأَرْوَاحِ وَخَلَقَ جَمِيعًا  
مَخْلُوعَاتِ الْفَضَائِلِ بِالنَّبُوَّةِ  
بَلَدَ تَبَكَّ اللَّهُ تَعَالَى عَنْ آدَمَ كَيْفَ رُوحِ  
مَهْلِكٍ كَوْنَهُ أَوَّلُ أَرْوَاحٍ سَبَقَ بِهَا  
أَوَّلُ مَرَكَبَاتِ نَفْسَاتٍ سَلَوَاتٍ

اللہ ان قال وھذا هو الولد  
 بقولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
 وسلم سران اللہ خلق نوراً  
 قبل ان یخلق آدم علیہ  
 الصلوٰۃ والسلام ای  
 پر آگے فرمایا کہ اور یہی مراد ہے کہ حضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے کہ  
 بوجہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم  
 علیہ السلام کی خلقت سے پہلے آپ  
 کو پیدا کیا۔

والہم انوار من صنیۃ اللہ علیٰ علیہ وسلم

لایا انہی حوالوں کے پیش نظر حکم الاثنی عشریۃ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نے نوٹ لکھی  
 کہ مطلب یہ لکھی (یعنی صاحبہ الف اثنی عشریۃ) یہی ہے وہاں تشریف ہے  
 اگرچہ روایت کے مجوز ثابت ہو جائے ہیں کہ شیخ عبدالحق صاحب نے مدارج النور میں یہاں  
 لکھی کہ ہے کہ اس معنی کے لفظ سے اس کا کسی شخص سے کوئی تعلق نہیں، لہذا اس کے سامنے  
 ہیں کہ نہ صرف انہیں ہاں اس سے لغوی یا فقہی معنی کا رد کیا اور آپ کی بشریت کو اثنی عشر  
 اور اثنی عشر کا انکار کیا ہے بلکہ بعض اہل بدعت کا طعن ہے لہذا غلط اور غیر ضروری ہے  
 ہے۔ ہماری محنت کی وجہ سے مسئلہ حضرت مولانا علیہ السلام میں اور خود طعن اہل بدعت کے جوہر سے  
 یا ہے مگر خود شیعہ کی معتبر و مستند کتاب اصولی لکھی میں تحریر ہے کہ خود سے مراد صحابہ  
 ہے۔ اصل عبارت یہ ہے۔

قال اللہ تبارک و تعالیٰ یا محمد  
 فی خلقک وخلق نوراً یعنی  
 روحاً بلا بدن اور  
 اللہ تبارک و تعالیٰ کے اس جملہ فرمایا کہ  
 اسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں سے  
 تجھ اور علی رضی اللہ عنہ کو کو پیدا کیا

(اصول کافی ص ۱۵۷) چچا محمد صلی اللہ علیہ وسلم یعنی روح بلا بدن۔

اس سے معلوم ہوا کہ شیعہ کے نزدیک بھی نور سے مراد روح ہے۔ انہی میں اس روایت  
 کے چالیس تھرا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کا (جس کا شیعہ لغوی معنی سے ہے)  
 انکار کرتے ہیں اور یہ ہے۔ !

اور بھی متعجب و غافل آپ کے خود پر نہ لے سکے حضور کے مری ہیں، مثلاً کہ  
**فَأَنذَرْتُ** اَوَّلَ مَخْلُوقٍ اللَّهُ تَوَوَّى اِنَّمَا هِيَ تَوَوَّى اللَّهُ مِنْ مَوْجِبَتِي سَمِيْعُ بْنُ عَبْدِ  
 اِلْمَخْلُوقِ تَوَوَّى تَجِبَا اَمْرٌ اِنْ يَنْظُرُ اِلَى التَّوَوَّى اَوْ يَخْلُقُ اَوْ يَخْلُقُ اَوْ يَخْلُقُ اَوْ  
 اَوْ يَجْعَلُ ذَلِكَ التَّوَوَّى يَخْلُقُ اَوْ يَخْلُقُ اَوْ يَخْلُقُ اَوْ يَخْلُقُ اَوْ يَخْلُقُ  
 صَوْنَهَا فَصَابِلَةُ الْعَبْدَانِ بِالْهَرَمَانِ - ۱

ایک اور روایت میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ہرے کے خود سے ایک نخل لے  
 پھر اُسے کہا کہ وہ اپنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی نخل ہی سے بنا ہوا ہے  
 ہوا اور یہ کہ آپ اپنے دھڑلے کی محنت سے پہلے ہی تلامذہ تھے اور آپ جبریل علیہ السلام  
 کی آمد سے پہلے ہی قرآن کے حافظ تھے۔ اس روایت کے بارے میں حافظ ابن قیمؒ نے اھ  
 حافظ ابن قیمؒ نے فرمایا کہ حقیقت یہ ہے کہ یہ حدیثی بات ناقض اہل العاصی و کذب  
 التہی (اکثر المزمع مستلزم) مومنہ الیٰی کہنوی ہے سب کا سب مجبوت اور اقرب ہے۔  
 علم حدیث کے ہلنے والوں کا اس پر اتفاق ہے اور ایک روایت میں آتا ہے کہ خلق اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم و خلق ابنا یحضر من خود الخ لیکن اس کی سند میں احمد بن یوسف  
 النیسبی ہے علامہ ابوالحسن علی بن محمد اکتافؒ و اشقری متعلقہ و فرستے ہیں کہ ہم ابو نعیم  
 فرستے ہیں کہ ہذا باطل و اور علامہ ذہبی فرستے ہیں کہ ہذا اکتاف و نقویہ الشریف  
 المصر فوجہ ص ۲۱ اہل اہل اور واضح روایات کے بخیر میں ہرگز مسلمانوں کو کہا  
 مصیبت پڑی ہے کہ وہ قرآن پاک کے لغوی و فقہی اور صحیح و متواتر روایت کی تکمیل کیا  
 کریں اور مفسر اللہ کی کوہر کے مذاہب خود کو غری کا شکار ہوں اور اہل دانش کو بے نشان  
 بنیں۔

یہ نثری کلام مجھے فریق ثلاث کی دلیل مانی یعنی حدیث جاہلہ  
**پہلا اعتراض** | جواب میں روایات عرض کی جاتی ہیں کہ یہ اہل جاہلہ صحیح اور دانا  
 ہے مگر ہمارے اس جواب پر بھی فریق ثلاث نے اعتراضات کیے ہیں، ہم ان کو یہیں

نقل کر کے، الترغیب میں کے حالات ہی نقل کر رہے ہیں۔  
مولوی غلام رسول مسعودی صاحب لکھتے ہیں،

حدیث جاریہ کو میں اکابر علماء و اہل سنت نے اپنی کتابوں میں نقل کیا، اس کا یہاں ہر اثر  
کہا جاتا ہے، مگر یہ روایت حسیفہ یعنی ناقصہ نقل مذہبی لوگوں کا برعکس اپنی کتابوں میں آئے  
کیوں نقل کیے۔ علماء جنہوں نے اس حدیث سے اعتقاد لایا ہے، اور یہی امام احمد کے  
اعتقاد اور امام بخاری اور امام مسلم کے اعتقاد سے ہے۔ امام عبد اللہ رحمہ اللہ نے تصنیف میں اور امام  
بخاری و ابی نعیم نے حدیث، ماہر سے مراد ناقصہ خلق قبلہ و صحابہ، خود روایات میں  
خود، تصدیق روایت کرتے ہیں اور امام شافعی کو سب طرحی مقصد انہی روایات  
فرماتے ہیں کہ سب حق تعالیٰ کا کلام و کلامی کہ پیدا کرنے کا اور اس کے مدنی مقرر کرنے کے  
ماخذ متعلق ہوا، اس نے حقیقت محمدیہ کو محمدی انوار کا جامعیت میں ظاہر فرمایا، ایسا  
اس کی شریعت میں امام خدا تعالیٰ نے سب روایات میں امام فرماتے ہیں کہ

اور جو اہل بیت کو حقیقت محمدیہ ہی تمام حق کی حقیقت ہے، کیونکہ میری حق  
کا ثبوت اللہ علیہ وسلم میں ہے جو میں خود احمدی ہے جس کی طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہنچے  
اس دلیل میں شاہ فرمایا ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے لئے کو پیدا کیا، امیر عالم  
الہی کی اس پہلی کتاب کا وقت کے نزول سے بعد میں فرماتے ہیں کہ چارویں حضور صلی اللہ  
علیہ وسلم کی حقیقت و وحدیت انکسار میں نے برحق کا اعادہ کر لیا ہے، اہل قبولہ اور  
المتبعین حدیث شریف میں یاد دہانی کہ سب سے سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نبی  
کے لئے کو پیدا کیا اور میرے بعد محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کتاب انوار سب عقائد میں فرماتے  
ہیں، یہ کتاب اللہ تعالیٰ نے خود صلی اللہ علیہ وسلم کو رسالت کی بنی اور تمام لوگوں کے  
لئے ظاہری و باطنی، چاکر پیدا فرمایا اور احمد میں آپ کا سرور اللہ کے سب سے پہلے دیکھا  
میں کے اوپر اللہ کوئی مرتبہ نہیں ہے اللہ علیہ وسلم اللہ علیہ وسلم کے صلی اللہ علیہ وسلم  
ہی فرماتے ہیں کہ یاد رکھو کہ جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ وہ اس کا ولیہ کے لئے کے

سے بڑا وہ المیزیت کی تخلیقات کی سرسختی کے بلکہ اس نے سب سے پہلے ادب نگاری کر  
 جہاں صورت پر پیدا کردہ ان قولوں میں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ  
 انھوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہچان لیا کہ اللہ تعالیٰ نے سب  
 سے پہلے کس چیز کو پیدا فرمایا تو آپ نے فرمایا اسے حاجۃ منہ فی الدنیا ہے اس کو اللہ  
 نے اپنے نور کے سبب سے پیدا فرمایا الا حاجۃ النجۃ میں شیخ عبدالحق غفرلہ نے یہی بہترین  
 بیانی صلی اللہ علیہ وسلم کو احمد میں نقل کیا ہے اور اس لیے ہے کہ پہلی وہ چیز جس کو اللہ نے  
 پیدا کیا وہ میرا نور ہے اور نجات میں شکل دینا اس لیے ہے کہ میں اس ذات ہی کو حق  
 جب کہ حضرت آدم علیہ السلام بھی زمین پر مقید تھے۔ اسی کا برہنہ کے طور پر تمام ابن  
 عربین کا حوالہ دیا ہے علامہ یادگیری نے منہی مبدائی تا مبعیۃ الامم جو حسن اخبرائی وغیرہم نے  
 بھی اس میں اس کو اپنی تصانیف میں ذکر کیا ہے اور اس پر اللہ اعلم والذات اسرار اللہ علیہ وسلم  
 غفرلہ تذکرہ کی یہ ساری کاوشیں یہ صوبہ ہے اور ان اس لیے کہ اس میں بدایت  
**ابواب** کا دارالامان ابوالرئیثی بھی شعر ہے اس کے بعد غزوات تذکرہ اس میں ہے  
 کے بارے میں نام پہلی مکی و مکی النجۃ اس کا تذکرہ ہے جہاں کاغذیہ تذکرہ نام بدلتا ہے  
 اور نام پہلی مکی مذکور اس کے بعد کتاب اسما و احوال سے احوال نقل کر کے تاریخی نقل کو  
 تذکرہ سے اس اعتراض کا جواب برہنہ کی اس کی مذکور علم میں کہ کسی ہے اور نام عبدالمزنی  
 جس نے ان کا حال دیکھا مگر بعض چیزوں میں وہ مستور ہیں اس کا کوئی ماخذ نہیں دیتا اور  
 نام ابن عربی کے حوالہ سے پہلے لکھا ہے کہ عبدالمزنی نے فضائل کے باب میں بھی روایات  
 بھی بیان کی ہیں جن میں ان کی کسی نے موافقت نہیں کی اور میں نے جہاں کے احمد بن عبد اللہ  
 نے ان کی کتابوں میں داخل کیا میں بھی داخل کر دی نہیں اور حضرت شاہ عبد العزیز صاحب  
 کے نام عبدالمزنی کی نسبت کوچہ خلا میں تذکرہ ہے وہ نقلی و نقلی حدیث کی سمجھ و ادب  
 اس کے خلاف ہے آپ ہی کے نقل حضرت ابن عربی نے فرمایا ہے  
 کہ بدایت اسے اور حضرت آدم علیہ السلام صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و امت کو سننے کے لیے ثابت





خانی صاحب کے تجویز کے الفاظ سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ ملا علی القاری علیہ السلام کی روایت میں شلوار پر غلط نہیں ہیں۔ یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ خانی صاحب نے اس کے الفاظ کو نقل نہیں کیا۔ اور وہ عدلیے کے راجع پر اس کو بھی غلط قرار دے کر کہتے ہیں کہ اصل حقیقت قرآن کی اجنبی کی روایت کے الفاظ اور اس کی سند سے کہلے ہی سے واضح ہو چکی ہے۔

وفاقی مؤلف شاگرد نے بعض جہدوں سے اس غلطی کی اصلاح فرمائی اور اس کا رد کیا۔ اس نقل کی یہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نور سب سے پہلے پہنچا اور اس لحاظ سے اس روایت کو غلط قرار دیا جاتا ہے کہ اس نے اس سے استدلال کیا ہے اور علامہ ابن حجر مکی کے حوالہ نقل کرتے ہیں کہ سب سے پہلے رواج حمیری کی نقلت ہوئی، لیکن ابی حامد حاکم سے ان کو کوئی فائدہ نہیں کیونکہ حدیث کی صحت انسانی سند اور اس کے روایت کے لئے ہونے سے ثابت ہوتی ہے، لیکن اس کو نقل کرنے سے اس کی صحت ثابت نہیں ہو سکتی۔

لیکن، درمیان میں نقل کرنے سے اس کا فائدہ محدود ہے جس طرح ابی حمزہ کی نقل سے بعض صحابی اور دیگر بھی اور ان حدیث کی یہ کہ اور نقد و جرح کی ضرورت اس کو نہیں، علامہ ابن حجر نے تنقید نہیں کیا، تاہم یہی بات لازم ہے کہ نور حمیری سے رواج حمیری مراد ہے اور ان کا یہی کہنا ہے کہ نور حمیری کا مطلب رواج حمیری ہے۔ ابی حمزہ اگر وہ روایت کیے ہیں ثابت ہو جائے گی کہ شیخ عبدالحی صاحب نے اس طرح التبیان میں اس روایت کو کیا ہے تو اس میں اس کے الفاظ سے اس کا کوئی نقل سے کوئی فائدہ نہیں، لہذا اس کے بدلے میں کوئی حرج نہیں، لیکن اس سے بعض افسر مصر پر کاروبار آپ کی بشریت اور حجت اور امامت کا انکار نہیں کیا، لیکن بعض اہل بدعت کا تو یہ ہے، لہذا خلاۃ المسلمین میں ہے فیہما فیہما السوس ہے کہ خلافت شاگرد نور حمیری کی حجت نقل کی ہے اور اس کا حوالہ دیتا ہے جواب دینا تو ممکن ہے، تاہم اگر علی حمیری ہی یہ قادیان کا چلایا اس حجت کا حوالہ دیتے، لیکن ان کو مانع انسان سے کیا واسطہ ہے اس کو تو یہ ہے علماء کے معنی شریعت کی جو اس میں کہنا ہے اور ان کی حجت کے خلاف اس میں کیا قابل شکوک ہے اور نہیں۔

اعترافِ امانی، اعتراض کہ اس حدیث کی سند اور روایت کی کوئی معلوم نہیں ہو سکتی ہے اس کا بھی تکب کوئی جواب نہیں دیا جاسکتا۔ دوسرا دوسری باتیں کر کے اور غیر معلوم اقوال، عبارات اور غیر متعلق حوالے نقل کر کے ان کا جواب آنسو کر لینا، جسی نقل کے علاوہ بات کہہ نہیں سکتے۔ اس حدیث کی باطلان نہ اور روایت کی کتب اس بارِ اجل سے توفیق مطلوب ہے۔  
وہ دلائل غلطی کا ثبوت۔

مولوی غلام رحیل مسعودی صاحب نے دوسرا اعتراض یہ کیا ہے  
**دوسرا اعتراض** کہ آپ دوا بندی کہتے ہیں کہ اہل حق حضور علیہ السلام میں ہیں بلکہ اہل حق نعم ہے، چنانچہ وہ کہتے ہیں۔

۱۰۔ سرفراز صاحب نے حدیثِ باہر کو رد کر کے کہا ہے  
**ادبیت امانی کا جواب** | دوسرا اعتراض یہ کیا ہے کہ حضور اہل حق نہیں ہو سکتے۔  
کیونکہ یہ ہے کہ ظہر اہل حق ہے، عقیدہ صلا ہی ہے کہ اس کی گواہی ہے معلوم ہوا کہ سب  
بہت قریب پر یہ کہہ کر کہ جو یہ ظہر کے اہل حق ہی سہے کہ یہاں سے اہل حق پر حملہ کرنا  
قائم نہ ہو سکتا۔

۱۱۔ مولوی صاحب نے دلی زبان سے اعتراف کیا ہے کہ روایات صحیحہ اس میں اور میں جو اس میں  
ہیں اول شخصیات میں آپ کے نور کا ذکر ہے اور خود ان کی گواہی میں تصریح ہے کہ نور سے  
روایت ملو سے مولوی صاحب کو معلوم تھا کہ اگر روایات کی زبان افرادِ عبادت نقل کر دی تو  
تصریح پختہ ختم ہو جائے گا اس لیے اس کو دلائل کی بدولت کہہ کر صاف ختم کر گئے ہیں  
جس کا نقل کر کے سے وہ خوف کھاتے ہیں عبادت کا ترجمہ یہ ہے اہل حق کے کہ اہل  
ظہر کے بارے میں روایات مختلف ہیں اور خلاصہ یہ ہے جیسا کہ میں نے شرحِ طحا کی روشنی  
میں بیان کیا ہے کہ باہر میں اہل شخصیات وہ نور سے جس سے علیہ السلام کو پیدا کیا گیا پھر  
ہوئی کہ پھر عرض کہ۔ طحا علی بن عباسی کے اس کلام سے ظہر ہو گیا کہ حضور کی ادبیت کو جتنی قریب  
لے لے میں وہ نما میں ہیں، لہذا یہ جہڑی میں کی تصریح کرتے ہیں اور صاحب اور میں

وہی کہتے ہیں کہ وہی شمار بزرگ علماء اسلام کے طور پر ہی کی دولت جتنی پر نفس و سر پرچ نام کی ہے  
جس کا نتیجہ میں حوائت گزرنے لگی ہے۔

۱۶۱۔ انہوں میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کی متاع پر کہ آسمانی اور زمینی کی پیداوار سے  
بکواس ہزار سال پہلے نکلا اور اس وقت اس کا عرض پانی پر تھا یعنی قلم کی پیداوار ان کا ذات  
سے پہلے عرض پیدا ہو چکا تھا اور وہ پانی پر تھا اس کو ستم نے دلائی کیا اور اس پر غی سے  
دکان عرض علی اللہ کے بار سے میں استغاثہ کیا گیا کہ عرض تو پانی پر تھا پانی کس چیز پر تھا تو فرمایا  
کہ ہوا کی مٹھ پر اسے پہلی نے دلائی کیا۔ اسی ثابت ہوا کہ قلم کی پیداوار پانی اور عرض کے  
بعد ہے اور جو چیز سب سے پہلے پیدا ہوئی اور نور محمدی ہے جس کا میں نے انور الکونین  
شیرازی کہا ہے۔

اس شیخ حنفی مباحثی محدث و عربی مدنی حضرت علامہ جی دہلوی نے فرماتے ہیں جس ذکر  
اول مخلوقات اور واسطہ خلق عالم و اہم ذکر کہ علی اللہ علیہ السلام ہے جس کا صحیح حدیث میں  
دار و ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے سورۃ نور کو پیدا کیا (پھر آگے ازل خلق میں فعل  
کا ذکر بھی کیا ہے اور کتب حدیث کہ تفسیر اور محدثین کے نزدیک یہ حدیث ثابت نہیں اور  
پھر آگے قلم کا ذکر کیا ہے اور آخر میں لکھا ہے اسی معلوم ہوا کہ قلم کی پیداوار سے پہلے کچھ  
ہو چکا تھا اور وہ عرض و کلام اور انداز انھیں اور بعد محمدی ان سب سے پہلے پیدا ہوا ہیں  
اسی قدر پر ہوں کہ ہر کتاب کے ناموں سے ملو اس لیے کہ صنعت اور احوال ہیں اور  
میکوں سے مراد وہ اسم ہیں جو بعد میں دنیا میں ظاہر ہوئے گئے۔

نوٹ: مذکور کہتے ہیں کہ کمال چنانچہ سب ذیل اور شیخ لکھتے ہیں کہ اس مسئلہ کلام  
کو دیکھئے اور مولوی سرساز صاحب کے کفر و مفسد پر تجلیں و آخر یہ کہنے لگے اور بعد اس  
دعویٰ میں بڑا بہت صحیح مسلم و جامعہ دار و ثابت کر چکے تھے کہ قلم سب سے پہلے پیدا ہوا اور  
ثابت ہے جس کا قلم جو تھے ہر بے جب خود واجب و علی لکھنے سے بعد علیہ و قلم کے پسینہ  
و با کہ قلم عرض و کلام کے بعد پیدا ہوا اور آپ کے فراموشی ہو گئے اس کی حقیقت انسانی

تحت ہوئی مگر آپ کو رسول خدا علیہ السلام کی نعرہ کی جرات کہ نہ کر رہی  
 کہ تم کہ اہل جنتی کہ ایک آپ کے ذہب غیر مذہب میں خزانہ کی بھی قابل ہوسکتا نہیں ہوتا  
 کاودانہ ایسی نہ نہیں ہوتا، چنانچہ مشہور ہے کہ اگر آفت کرے اور آفریں کرے اور آفریں  
 واصلت میں ہرگز کے مذہب سے کھینچی ہوئی کتابیں آپ کی دنیا و دین سے کھینچے گا کی جیاد  
 لہذا کہ فرطت سے جو دنیاوی کے حاصل کیے ہیں، وہ اس دین کا کام نہ آئیں گے۔

۱۵) سر فرزند صاحب نے بھی لکھا ہے کہ قذافی نے فرمودہ ہے جیسا کہ حق علیہ السلام نے  
 لکھا ہے ہمیں کفر نہیں تھا، اس لیے کہ فرمودہ اور جیاد ہوتا تھا نہ لکھا ہے کہ آپ حق میں ہیں  
 نہ چاہے اس سے آپ کو کوئی قطع نہیں، قطع نہ ہوتا کہ قذافی نے فرمودہ میں بھی جیاد ہوتا کہ  
 قذافی نے فرماتے ہیں، آپ کا خزانہ کہ سب سے پہلے میرے ذہن کو پیدا کیا اور ایک روایت  
 یہ ہے کہ میری روح کو پیدا کیا، معلوم کہ معنی ایک ہے، کیونکہ اور جیاد فرماتی ہوئی ہیں۔  
 ۱۶) سر فرزند صاحب لکھتے ہیں کہ متفقین فرار حدیث اور ارباب مہاجرین نے کہا اہل جنت  
 کی حقیقت اور کثرت کی ہے، وہاں حکم عرش اور عرش و خیر کا ذکر کیا ہے، مگر لڑکا ذکر نہیں  
 کرتے (علیہ السلام)۔

جواباً عرض ہے کہ جیاد میں ہی امام عبدالرزاق، امام یحییٰ، امام احمد قسطلانی، امام ابن کثیر  
 عبداللہ ابن زبیر، امام علی بن ابی طالب، علی بن ابی طالب، علی بن ابی طالب، علی بن ابی طالب، علی بن ابی طالب  
 کہہ چکے ہیں، اس میں قذافی نے لکھا کہ وہ اور اگر نہایت حق میں قذافی کی آواز کر کے نہیں دیتیں؟  
 یہ اور بات ہے کہ جیاد کی انگوٹھی پر انہیں کے بعض روایت کی پہلی قذافی جو انہیں جیاد  
 میں قذافی نے لکھا ہے۔

۱۷) سر فرزند صاحب حدیث جیاد پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس کی حد کا حکم نہیں  
 کہ کسی جیاد امام عبدالرزاق، امام یحییٰ، امام احمد قسطلانی، امام ابن کثیر، امام علی بن ابی طالب، علی بن ابی طالب، علی بن ابی طالب، علی بن ابی طالب  
 سے خبر ماہرین کے بارے میں اعدا کی گئی تھی کسی نے جس پر اہل جنت و قیاد، علی  
 تفسیر کی طرف تفسیر سے امام عبدالرزاق کی روایت کو قابل اعتناء قرار دینا صحیح نہیں ہے۔

اہل بدعت کی بدعت کے بارے میں شیخ محمد بن عبد الوہاب نے حکمتوں میں اہتمام فرمایا ہے کہ  
 ٹھکانے سے کہ اہل بدعت کی بدعت اگر اس کے مسلک کی طرف سے اور توہید میں جو کہ مقبول  
 و جاہل اور اگر کسی دوسرے مقبول چلے اور باقی الاصول کے خلاف سے کھینچے کہ اگر وہ  
 نے ظاہر سے خود یہ رد و نفی اور اگر اہل بدعت سے بھی بدعتی میں چلا کر اہل بدعت

شعبہ تھے اور امام بنی کور شیعہ نہ تھے۔ جنہوں نے طائل بہت میں یہ بدعت نقل کی ہے  
 علاوہ انہی امام عبد الوہاب اس میں متفق ہیں۔ بلکہ علماء و اعلام خود بھی کے اہل حق جو کہ  
 امام کے متفق ہیں کی بدعتی اگر چلی ہیں۔ لہذا سرفراز صاحب کا کہنا کہ اہل حق میں اسی نے  
 اہل بدعت میں ذکر کر کے بدعتی میں ہی کا کوئی ساتھ نہیں دینا بالکل غیر متعلق ہے۔

۱۰۔ خود بھی کے اہل حق ہونے کی بدعت پر غور کرتے ہوئے کوئی سرفراز صاحب  
 نے کہہ ان اہل بدعتی بدعت کے چکر میں چکر مسلمانوں کو کیا پڑی ہے کہ وہ قرآن  
 پاک کی نصیحتیں اور صحیح تواتر حدیث کی پہلے پہل کریں اور وہاں اشارہ لہائی ان کو کہ  
 کہہ مذہب خداوندی کا شکار ہیں اور آئندہ دوسرے کا ایندھن بنیں۔ عارفانہ لہائی  
 (تقدیر ص ۱۱)

اب آئیے دیکھیں کہ سرفراز صاحب کے لکھی باتوں پر غور فرمیں کہ ان میں سے کتنے  
 صاحب ہندوستان نام کا ایندھن ہی لگے ہیں۔ سرخیل دیوبند مولوی قاسم علی خان نے مذہب  
 مشرور ہندو اہل کے جواب میں لکھتے ہیں۔ آپ سمجھ کہ دوسرے فرقہ گروہی صلی اللہ علیہ وسلم  
 جو اصل بہت بڑا ہے۔ لہذا وہاں انبیاء و ائمہ کے لیے اقوت علیہ ہے اور اسی جیسے  
 آپ کہ تقدیر الحق لازم ہیں مگر ظہور قیامت وہاں کو کہ ضروری لازم نہیں اور آپ کے  
 کو کہ لازم ہو کہ اس میں کہئے اور اہل باطن اللہوندی و دیوبند میں کی غلطی فرمائیے  
 والی اس نقل اور اگر ہندو اس جوہر کی سے کہ میں نے معرفت علیہ کہوں کہ اہل باطن  
 فری کہوں کہ ان کو آپ سمجھ

سید عالم ہند کے اس شخص سے مندرجہ ذیل انکوائٹ چھوٹے رہا اور خود ہی اہل

مخلوق ہے اور انی علیہ السلام تمام دنیا و کسبے موقوف علیہ ہیں (۳) آپ کی نجات بالکائنات اور باقی انبیاء کی توحید بالعرض ہے۔ وہی اہل باطن استفادہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بلکہ وہ جس کے پیروں سے اس سے استفادہ کر کے بے شمار نعوش خراج کر کے لے کر ان کا یہی انشاء اللہ تعالیٰ تخریر و خلاص ہوا۔ اس پر مدافعی کا خلاصہ یہی کر کے جس کے مولوی قاسم صاحب نے لکھا۔

باقی رہا آپ کا وصف نجات میں واسطائی عروض اور موقوف بالذات ہونا اور انبیاء و اہل حق علیہم السلام کا آپ کے فیض کا عروضی اور موقوف بالعرض ہونا اور انہیں مطلقاً نجات پر موقوف ہے جس کی تشریح دہشت گندہ نبی اچھ کر چلا ہوں۔

اس کے بعد نجات شکر کہتے ہیں کہ اہل علم و عقل نہیں کہ جو موقوف بالعرض واسطائی عروضی ہو اس کے ساتھ وصف کا تمام فیض ہوتا بلکہ وصف کا تمام موقوف بالذات کے ساتھ ہوتا ہے اور موقوف بالعرضی کو کھانا موقوف بالذات کی عبادت کی وجہ سے موقوف رکھتے ہیں۔ مثلاً ہر سنی مسلمان کے ساتھ حرکت کا تمام فیض ہوتا لیکن میں کو کھانا منحصر رکھتے ہیں کیونکہ وہ منحصر بالذات یعنی عبادت کا ہوا ہے۔ اگر واسطائی عروضی ہے۔ پس اس تخریر سے ظاہر ہے کہ باقی تمام انبیاء کے ساتھ موقوف نجات قائم نہ ہو اور علی علیہ السلام سے حفاظت کی بنا پر انہیں کھانا بھی کھایا ہو۔ مولوی قاسم صاحب نے اپنے کلام میں حضور کے ساتھ تمام انبیاء کی توحید لکھا کہ ان کے قرآن کی صدا انہوں کو دے کر یہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور تخلیق و تبارک و تعالیٰ خوف و شہدہ عامر و معزز فرماتے ہیں جس کے کہ مستحب ہے کہ رسولوں کے درمیان فیض و رحمت میں فرق نہ کیا جائے۔ لہذا باقی اوقات انہوں میں نجات ملے کہتے ہیں۔ اور اب پیغمبر و وحی جن کی مخلوق فرماتے۔ شاید لا محضہ فرماتے ہو۔ مستند و جلیل فیہ علیہ السلام اور انبیاء علیہم السلام میں بعض رحمت میں فرق کیا ہوا۔ آپ کے لیے وصف نجات کو واسطائی عروضی کے مترادف میں ان کو باقی انبیاء سے توحید لکھی کہ وہی ان کی توحید و توحید ہے۔ اچھی کہ وہ کہیں موقوف علیہ سے تخریر کرتے ہیں اور کہیں اقل یا خلق استفادہ سے بلا صاحب

اب سرخرو صاحب سے پہچنے دیجئے گا اگر وہ روایت داخل اور موافق ہے تو اس کو مٹانے والوں نے آپ کے چرخہ ساری ہی مثالیں ہیں ان کے بارے میں کیا روایت ہے؟  
 لہذا اس داخل روایت کے چکر میں چکر کر خصوصاً قرآن اور حدیث میں مترادف کا انکار کیا کر رہا ہے اور اس پر خروج روایت کو اس میں جا کر ایک نئے حلقہ کی طرح جس نے دیکھی۔

چرخہ وہ اسلام ہم کو دیتے تھے قصور پہنا کر اٹھ گیا

اگر روایت ہو کہ اب ہم بھی گمراہی کہ مولوی کا حکم نافذ نہیں ہے اس میں کسی چکر قرآن پاک کی نفوس تھیں اور صحیح بخاری اور حدیث کی تاویل بن جاکی ہے اور مواضع میں کہ رو کہ صاحب خداوندی کا انکار ہوئے اور اپنے آپ کو آتش و دھواں کا پتہ دیا ہے اور یہاں پہچنے تو قاسم صاحب نافذ نہیں ہے گمراہی میں ہیں اور یہ بھی کہ ائمہ دکن یا سب سے اس دھوپ میں کہ مولوی صاحب نے دعویٰ قیامت کیا اور اسے دیکھ کر آج تک مولانا کے اس استدلال سے ہوش نہیں چھڑا کر اٹھا اب بھی آپ کی طبیعت صاف نہ ہوئی تو دیکھئے حکم اہلسنت حاضر ہے وہ اقبل آپ کے داخل روایت کے چکر میں چکر کر جہنم کے کس بلبل میں جا پہنچے ہیں حضرت جبریل کی اس روایت کو کہ کہنے کے بعد مولوی اشرف علی تھانوی نے اس سے فائدہ لیا تھوئی قائم کیا کرتے ہیں۔

فہ اس حدیث سے نور محمدی کا اہل الحق ہونا یا ولایت حقیت ثابت ہوا کیونکہ میں ہی اشیاء کی نسبت روایات میں ولایت کا حکم آیا ہے۔ اسی لہذا سکندر محمدی سے متناظر ہونا اس حدیث میں منکر میں سے تھوڑا اشرف علی صاحب مدنی نے ان حکم صاحب نے تو آپ کے بارے میں کہے دھرے پر پانی پھر یہ کہ آپ کی حدیث ولایت حقیت نہیں مانتے اور قتادہ یحییٰ کے حکم اہلسنت ولایت حقیت کو منکر میں قرار دیتے ہیں صاحب دواوی جہالت کا اشرف کر کے حکم اہلسنت کے سرخ کر لیجئے ان میں باطل اور غالی قرار دے کر منکر میں بھیج دیتے آپ کا لہذا آپ کے آئندہ کا معاملہ ہے۔ ہم نے صلیح مسائل کی غرض سے ایک معاملہ بھی کیا ہے کہ اہلسنت میں ہے۔ (مسئلہ کا بیان)



تفاوت مذکور نے اس ساری گرفت میں ہی جلی مرکب کا ثبوت دیا ہے  
**الجواب** | جس کے بخور میں وہ ساری کتاب میں خوشے نکادے ہیں اور کسی طرف  
 نکلنے کی راہ نہیں دیتے اور اپنے بڑوں کی سنت اس مقام پر بھی ضروری نہ پوری کی ہے کہ  
 اصل اور مکمل جہالت سے کہہ کر کسی طرح آنکھیں بند کر کے کوئی مذہب خودی عبادت سے لے لی اور  
 اس پر کسی کوئی شریعت کر دی اور اپنی طرف سے جہالت کے سوائے اور مطالبہ تہجد کر کے  
 لغو و بکا کر لی کی بجائے اس کا ان ضروری کر دی، صد غرض ہے اس علم و دیانت پر اور ہر تہمت  
 ہے ایسی تحقیق پر آپ کو تہذیب و ادب و ملت نہیں۔

اور اس میں حضرت محمد نے کتب حدیث کے مجموعے اقل و اعلیٰ حدیث اہل علم کی حدیث لکھ کر ہے  
 اور ساتھ ہی اس کی تصحیح بھی با اہل علم میں کر دی ہے۔ مختلف مذکور کا یہ عقائد اور علمی و فطرت  
 واحد ہے، کہ وہ اقل و اعلیٰ حدیث نوری کی حدیث بھی حدیث کی حدیث کتاب سے ہر سند  
 نقل کر کے اور پھر اس کی سند کی تصحیح بھی ساتھ نقل کر کے، اگر وہ ایسا نہیں کر سکے اور  
 انشاء اللہ العزیز نہیں کر سکیں گے تو حورایت و اہل و اعلیٰ اہل علم کتب حدیث میں موجود  
 ہے اور حدیث کو اہل علم کی تصریح کے ساتھ دیکھ بھی ہے تو اس کو کچھ غافل و غفلت پر محمول کیا  
 جائے اور اس کے متبادل میں خبر ثابت روایت کر سکیں اور اہل تحقیق پر محمول کیا جائے، کیونکہ  
 بقول آپ کے اہل حضرت کے حدیث اپنے کے لیے ثبوت و دیکھار ہے اور اسی سے آپ  
 اور آپ کی جماعت عاجز ہے آپ کو وہ سند ملنے والی پہنچے ہیں سے یہ روایت مردود  
 تا کہ سند کے لئے اسے اس بحث کا پیشہ کے لیے حاکم ہر وقت کے (روندہ پایہ)

یہی ہم نے تجلید میں مرقا و احادیث میں شرح اشعاع لکھی و الکتب و عرقات اور  
 تہذیب العرب و اهل اللہ میں اور فہرست القتب صوفیہ کے حوالہ سے عرض کیا ہے کہ اگر کوئی سے مراد  
 اور کوئی ہے اور اسی کے بعد عرض کیا ہے، اگر یہ روایت بھی ثابت ہو جائے تب  
 کر شیخ عبدالحق صاحب نے طبع المصنفہ جو اس میں دیکھی کیا ہے، تو اس میں شیخ کے لکھنے، اس  
 کو کسی شخص سے کر لی تفسیر نہیں ملے اس کے لئے کسی کوئی حرج نہیں، بلکہ اس سے غرض

قلبہ مصری کا، دیکھا اور آپ کی بشریت، اکھبریت اور ائمہیت کا کھل کر نامیہا اعلیٰ  
اہل بدعت کا ذریعہ ہے، اقلیٰ غلط اور سراسر بے فائدہ ہے۔ اجماع فقہ میں مسئلہ ۱۔

مصریوں کے کہ ہمارے مصری کے اہل بدعت کے خلاف سے مصریوں نے یہ کیا اور آئی  
ہے ؟ اور کیا اس سے اس کی کوئی اہمیت یا غلط یا بھڑکی اپنی جگہ سے نکلتی ہے ؟ بگوان  
میں سے تو مصریوں نے اور مصریوں نے کہ ہر مسئلہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رائے  
ہے، اسی میں حضرت قاضی نصر اللہ ہیں، یہی کہتے ہیں کہ ہمارے حدیث میں ائمہ اربعہ  
مراور ہیں کہ فقہ میں کی حدیث سے اہل علم ہے، یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت  
میں اس غرض اور تعلیم کا چلنے جس سے آپ کی بشریت کا اہل علم کے ہر فرقہ کی روایت کی اہمیت  
قلبیہ اور عقیدتی غلط ہے بہت ہے، اس میں اختلاف ہے کہ روایت مذکور اپنی کم فنی اور  
جہالت کی وجہ سے اولیٰ باطنی اعظم کی حدیث کا اول باطنی ائمہ کی سے اختلاف کہ بہت  
میں اور میں سے لکھنا کہ حضرت اولیٰ باطنی ہر اور دوسرے کا اول باطنی ہر ایک کو کہتے  
ہیں، اگر ہمارے مذکور اولیٰ باطنی ائمہ کی حدیث سند کے لحاظ سے بہت غلط ہے  
یہ کہ ہم نے عرض کیا ہے لیکن اگر یہ روایت سچا ہی ثابت ہو جائے تو اس میں خود سے  
مراور دوسرے میں کی جہت مصری کا کہتے اور لکھتے کہ اس سے کسی شخص کے ساتھ اختلاف نام  
میں آتا اور اس کے پیغمبر کہتے ہیں کوئی حرج بھی نہیں، کیونکہ اس میں ان کے مطابق آپ کی اہل  
مصر اور آپ کی ملت اور کثرت ہوتی ہے۔

اور مجاہد میں ہیں بہتے اس کی مصری کا کہ ہے، ہر شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اہل علم  
میں آپ کے لئے ذکر کرتے ہیں ادا ہی کو ذرا فرقہ دیتے ہیں اور مانتے ہیں ہر اولیٰ باطنی کے  
باوجود میں شکات تو اہل کہتے ہیں لیکن حرج صریح نام کو دیتے ہیں اور فرقہ لے کر یہ  
حدیث لکھتے ہیں کہ وہ حضرات کبیر کے ہمارے یہ بات پیغمبر میں عرض کر دی گئی ہے  
کہ انہوں نے ذکر کا مانتا ہیں ہر کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اس میں ہر فرقہ روایا میں ہر  
ندوی ہے، اختلاف میں ہر فرقہ کا اس کی تردید کہتے ہیں کہ اہل علم کے ہیں تو یہ کہ



صاحب از بارگاہ تخریج یعنی قلم کی پودائش عدد کتابت سے پہلے عرض پیدا ہو چکا تھا  
 عدد اربعہ پھر برحق اس کو مسلم نے روایت کیا ہے اسی کا پہلا نقلی فقرہ بعد غندر زاد تخریج سے  
 بعد یہ تخریج عدد بہت سے علماء سے منقول ہے، بالکل بعض نے اس کو الایح عدد خمس نے  
 قول الجہود کے تعبیر کیا ہے، مگر مسلم کی روایت میں اس کا کوئی ذکر نہیں، اسی میں حضرت  
 ابن عباس کے موقوف قول اور ان کے موقوف انکار بہت ہے کہ پانی بھرا کی بیٹھ پر تھا، تو  
 اس قول سے قلم کی لغت کی ادنیٰ کثرت کی نفی ہوئی ہے، اور ذہنی مذکورہ اثبات سے اس کی  
 لغت کی تاخیر ثابت ہوئی ہے، جیسا کہ کسی ہی صاحب فہم سے یہ نفی نہیں، اسی طرح تواتر  
 مذکور کثیر الحکم میں یہ جملہ کھتا، پس ثابت ہوا کہ قلم کی پودائش برپانی اور عرض کے بعد ہے،  
 یہ ان کی عدد ان سے پیش و بعد کی شک تخریج ہے، اس حدیث سے اس کا کوئی ثبوت نہیں  
 حدیث کے آخر میں صاحب از بارگاہ یعنی کمالیہ کا اور ج چیز سب سے پہلے پیدا ہوئی، اور  
 مذکور ہے جیسا کہ میں نے بعد و بعد میں دیکھا ہے، نہ دھنی ہی دھنی ہے، جیسا کہ لغت  
 میں بھی حدیث سے روایت ہے، جو اسناد پر عدد تخریج کو اٹھ سے اس کی سواد فیج مشتمل ہو  
 کہ اولیٰ مخلوقات، فرد مذکور ہے، صاحب از بارگاہ کے غیر معصوم قول سے یہ شک تو ثابت نہیں ہوا  
 اور ثابت ہو کتابت، مگر خصوص ہے کہ تواتر مذکور اور ان کی رعایت کے علاوہ میں ثابت  
 کہنے کا سب سے پہلے ہی نہیں اور دھنی اور دھنی کی تقریب تمام کا اور جلیل کرنے چلا  
 (۱۱) علامہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اول مخلوقات میں فرد مذکور کی حدیث کے  
 صحیح ہونے کا دھنی کہا ہے، لیکن جہاں اور اولیٰ بدعت کا خراج اسی ثابت میں ہے کہ اول  
 بالحق اولیٰ تخریج کی حدیث، حدیث کی کسی کتاب میں ہے، جیسا کہ مذکور ہے، اور کہیں ہے،  
 مفسر حضرت شیخ عبدالحق صاحب نے کتب کے صحیح کے سے ہے ثبوت روایت سے تخریج ہو جاتی  
 حدیث کی صحت کے لیے ثبوت عدد مذکور ہے، اور دھنی کو گشتی اور کواہ پر اور دھنی کا  
 مصداق ہے۔

کے اس کی تخریج ثابت ہے، وہ اسی پر مستند ہے، کہ مذکور عدد تخریج سے ماہر کی



آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے انہیں ہی اگر آپ کی صحیح حدیث اعلیٰ، خلق اللہ عظیم کلمہ کر رہے ہیں۔ یہ جرات ہی ہے کہ جو کجائی یا کبھی کے مذہب نامذہب نے ان کو طوطی ٹھکانا ہے؟ یا غیر معصوم اقوال و افعال کے حالات و داعی معصوم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحیح حدیث کو رد کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ داعی اللہ تعالیٰ ہی اسی کو یہ کارروائی کھٹکے رہے کہ وہ کہیں وہ معصوم چلے اور عرصوں کے قید نہ کھالے اور گیدڑوں کی شکاریوں اور طوطیوں آپ کو ہرگز خطاب نہ دے گی سے جس پہلے کہیں گی اور آپ کو قیامت و قوت پر کھنڈا لے کر نہ لپکے گا گراں وقت کہ جب۔

پھر اب بچتے کہ جرات ہے جب چیزیں ایسا کہیں کھیت۔ دائم الیم کا کتابیں سے دیکھو یہ خدا اور نیک ترین ماں حاصل نہیں ہوتے اور لکھتے کا مقصد ہی یہ تھا جیسا کہ خواہش نہ کر کے یہ گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دائم الیم کی مدد اور دعاوار کتابوں سے خزانوں و گھر گھر و رحمت سے کتاب ہو گئے ہیں۔

۱۵۱۔ حمد سے دعویٰ کا مرکزی نقطہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہاں ہی اللہ تعالیٰ نے علم کلام جس سے آپ کی بشریت کا انکار قائم کرنے پر مجبور کیا ہے اور اس سے انہیں نصیب اور احادیث متواترہ کا وہ کلام آتا ہے جو کلمہ کے خود کفر ہے۔ داعی اللہ تعالیٰ و اللہ تعالیٰ و اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ کی حدیث کے بھی ثابت ہو جائے اور خود سے رد و خارج ہو تو آپ کہ اس سے معصوم کار کلام نہیں آتا، اس لیے دوست ہے ہم نے تنقید نہیں کی اس کی تصریح کی ہے جس کو مخالفت نہ کہ شریت منسلک کر کر لی گئی ہے۔ حمد سے دعویٰ کا قیدی نقطہ یہ نہیں ہے کہ عقلی خلق علم ہے واللہ تعالیٰ ہے۔ ان میں سے جو کچھ بھی عقلی ثابت ہو گیا۔ وہ سارا انسانی ہو جائے گا۔ اگرچہ حکمرانی و حالت اور تحقیق کے مطابق عقلی و عقلی اللہ تعالیٰ کی حدیث کے لیے ثابت ہے اس لیے اس کو معصوم و قول و افعال کی خاطر ترک کر دینا احسن بات نہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو یہ فرمایا کہ وہ ان عقلی جوتی ہیں کہ یہ ہے کہ وہ ان کی تصریح خدا تعالیٰ ہے ہم یقین رکھتے ہیں کہ انہوں نے وہ دوسرے انہوں میں ہی ہم حدیث لڑائی

نویا ہے۔ لیکن اس سے بڑھ کر کوئی خاکہ نہیں اور میں کوئی شخص نہیں کھدائی۔  
 وہ، نام مہارناں اور نام بختی و گوشرج معریف میں ہیں اور انہوں نے اس کی اختراعات  
 کا اہتمام چھیڑا اور اس پر بحث و گفتگو کی ہے۔ انہوں نے لکھنا پکے کے اعلیٰ حضرت و دیگر  
 کے صرف اعلیٰ اعلیٰ احمد نوری کی حدیث نقل کی ہے جس کی صحت ہی محل نزاع ہے۔  
 نام سلطان اور ملا سرور کا نام لکھا ہے اعلیٰ اعلیٰ احمد نوری کو نقل کرتے اور انکا ہر اس کو  
 خرچ دیتے ہیں، لیکن وہ کوئی بڑی حدیث نہ لکھتے ہیں اور حدیث کی کتابوں میں طلب و اس میں  
 سب کچھ کتاب ہے بختی بہت کم ہوتا ہے، چنانچہ آپ کے اعلیٰ حضرت ہی ایک مقام پر  
 نسخہ التتمہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ کتاب میں در طلب و اس میں سب کچھ ہے۔ اعلیٰ حضرت  
 ۱۰۷۱ھ اس لیے ہم نے انہیں خرچ حدیث اور طلب و اس کی قید لگا دی ہے۔ یہی ہے۔  
 بزرگ حتیٰ خود یہ لکھا کرتے ہیں کہ اگر وہ حدیث اضافہ کوئی نظر نہ لکھیں  
 کرتے چنانچہ لکھتے ہیں کہ

وروی فی حدیث

... یا سانیہ متقدمة بن الخلفاء

یخلق غیرنا منہا خلق دی من

جميع المتأخرات قبل الخلفاء

فجميع بدیلة وسیع ما قبل الخلفاء

من حدیثی جائز و ای درستی

بان اولیة تخطی الخلفاء

بالنسبة الی ما بعدہ منور الخلفاء

والما و الخلفاء المتأخر و قبل

فی الجمع بعد الاولیة فی کل

من المسند کورایات بالاضافة

اور معنی ہے

... متقدمہ سانیہ سے روایت کیا ہے

کروا کہ کسی نے جو انکا ورید کی ہیں ای

تمام متروکات میں سے ہائی سے پہلے کی

چیزیں ہیں انکی اس حدیث میں اور

اس سے پہلے حدیثیں جو حضرت باقر

اور حضرت امیر نے لکھی ہیں،

نہیں، یہ ہے کہ کلم کی حدیث نقلت کے

لغات کہ کوئی اور ان کی اور نقل کی

نقلت کے سوا ہے ای کہ اس پر ہی

اور یہ بھی کہ اس حدیث کی نقل میں

اَلْحَقُّ حَقٌّ هُوَ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللهُ  
 کدورت سے پہلے جو کچھ کی اس شکر و حمد میں  
 مِمَّنْ اَلَا تَوَدُّ اَنْ تَعْبُدَ اِلَهًا  
 جس سے آپ جس کی طرف عبادت کے  
 صَاحِبِ اَللّٰهِ حَاطِبِ بْنِ سَلَمٍ وَ  
 اختیار سے ہے۔ یعنی اللہ ہی سب سے  
 کَذَّابًا اَلَيْسَ لِيْ مَا قَبِلْتُهَا اِنِّىْ اَوَّلُ  
 پہلے اور بعد پیدا کیا گیا اور میرا حکم یا اختیار  
 مَا خَلَقَ مِمَّا يَكْتُمُ اَهْلُ الْاِسْلَامِ اَللّٰهِ  
 اصل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے ہے  
 كَتَبَ اَلْعَقْدَ بِيَوْمِ اَوَّلِ مَا خَلَقَ  
 ہے۔ اور میں پہلے اپنی قوم کے خالق کہ گیا  
 مِمَّا اَيْسَدَقَ عَلَيْهِ الْعَرْشُ  
 سے یعنی تمہاری سب سے پہلے تمہاری  
 عَرْشُ اَللّٰهِ اَلَا اَلْعَرْشُ يَخْلُقُ  
 اور مخلوق میں سب سے پہلے عرش پیدا  
 عَرْشُ مَعْلُوْنٍ كَمَا فِى اَلْفِ اَمُوْسَ لَه  
 کیا گیا کہ اگر عرش کا اعلان کئی سال پہلے  
 اَلْوَلَوْبُ مَعَ شَرْعِ اَلْحَقِّ يَخْلُقُ اَلْعَرْشَ  
 ہوتا ہے جیسا کہ دوسری میں ہے۔

اس عبادت میں تصریح ہے کہ تمام احمد قسطنطنیہ میں اور اہم جہاں کی زندگی اور  
 میں اہل بیت و صحابہ کو بھی پھر بھی کہتے ہیں اس کو کلی مورد پر غور کرتے ہیں اور صرف خدا عزوجل  
 طریق حدیث میں ہی اور اشیاء میں ہی اور ان کا حال ہم نے تجلید نہیں ملتا میں دیکھتا ہوں  
 مہم القاد اور ہزاروں قسمی کہ ہنگ میں بہتوں طریق حدیث میں ان کا تمام اور ہر میں ہے  
 اور شیخ عبدالحق دہلوی کا حال خود مجھے تجلید ملتا میں دیکھتا ہوں کہ وہ اس حدیث کو صحیح مانتے ہیں  
 اور صرف میں دلائل ہنگ میں شریعت حدیث نہیں بلکہ شریعت حدیث کی اور میں یہ شمار اور  
 لائق ذکر ہیں موجود ہیں جن کے شریعت احسن ہے میں ۔ لیکن اس کے شروع اس کے ذکر سے خالی  
 میں اس طرح ہمارے الفاظ متفقین شروع حدیث اور دلائل بہتاریج کی لکھا گیا اصل واضح میں اور  
 مؤلف نے اگر متفقین طریق حدیث سے بھر چکے ہیں کہ وہ حوالوں کے اور کئی دلائل میں  
 ہیں کہ شریعت پروردگار کی آگہیوں پر خدا اور تعصب کی بی دلائل دے کہ  
 اسے ہذا نظر ہی نہ آئیں کہ اس میں ہذا کیا قصور ہے۔

۱۰۔ گندہ بندہ بدو شہر و شہر چشم آفتاب و چرخ گندہ







انہوں نے تو اہل حق میں خود کو ہی تسلیم کیا ہے اور آپ کی ذات کو تمام انبیاء کو اہل حق و اسلام کی تجویز کے لیے برحق قرار دیا ہے اور وہ خود کو دونوں کے اسی میں چھوڑ دینا چاہتا ہے۔ منہ خود صبر و شجاعت کی ہی عبادت ہی ہے کہ اگر حضرت خاتم النبیینؐ کے ہی فضل کا جسے اللہ تعالیٰ نے خود ہی علیٰ احمد علیہ وآلہ وسلم اور اہل باطن احمد کو ہی کوہِ صومالی ثابت کر دیا ہے۔ خود ہی نے ہی انصاف کر دی ہے کہ خود کو دونوں کے صحن میں لینے سے جو کچھ بشریت کا انکار لازم نہیں آتا اور انصاف و انصاف کا لازم آتا ہے اس لیے اس کے سامنے ہی کوئی حرج نہیں۔ انصاف تو اہل حق و صبر و شجاعت کے انصاف کا انکار کیا ہے اور نہ وہ جنم کا بندھن سے ہے۔ اہل باطن آپ کے صدر القاضی اہل باطن اور یہ کہ کفر کی پکڑی ہا ہوا انبیاء کو ہم کے بشر بننے والوں کا کفر قرار دیا اور حقیقت انبیاء کی شان میں ان کا حفظ و ادب سے خود کو گناہ کا دھڑکتا ہے۔ انصاف انصاف کا انکار کر کے ضرور و انتہا کا لازم سے ہے۔ حضرت خاتم النبیینؐ کا ذکر کہ آپ نے تمام ہے۔ اہل باطن کی جہاز اس نکالنے کی اہل باطن کی ہے۔

خاتم النبیینؐ نے حضرت خاتم النبیینؐ کی عبادت سے جو انور احمد کی ہے اور ان کے چاروں طرف قائم کیے ہیں۔ ان میں کسی ایک اس کے ساتھ کسی بھی کلمہ نہیں ہوتا جس سے وہ انصاف کا رد و حق اس صورت میں ہو گیا ہے۔ جب کہ آپ کی بشریت کو حقیقت اور اہل باطن کا ساتھ احمد علیؐ رہا اور حضرت خاتم النبیینؐ کی کسی عبادت سے انصاف کے رد کا کوئی ساتھ احمد علیؐ نہیں تھا۔ ہم پہلے عرض کیے ہیں کہ انصاف کا خود خود کو ہی دیکھیں خود کو ہی دیکھیں کہ ان کے تسلیم کرنے سے نہیں تھا۔ بلکہ بشریت کے رد کرنے سے ہو گیا ہے۔ یہ تو ان کے انصاف کی خاصیت اور تا دہائی ہے کہ وہ اہل باطن احمد کو ہی کے تسلیم کرنے سے انصاف کے رد دیتے ہیں جبکہ اس کا اصلی روح خود ان کی عبادت سے ثابت ہے۔

دل میں آج آئے گا کہ انبیاء باطن کے کب یہ اس کے ممکن ہیں  
تو حق خدا کے حضور اس میں جی ایک عشق  
واسطہ فی العروض کی بحث | عبادت حق کر کے اور حضرت رسولؐ کا توفیق کی بڑا

کہ دنیا نے جسے اپنی کم فنی اور تعصب کی وجہ سے موصوفہ افلاکی کہ حضرت علیؑ کی اصلاحات  
 علیہ السلام کے مطابق باقی حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام کی نبوت کا مسند اللہ تعالیٰ لشکر  
 قرہ و سکر خوب دیکھ کر میں دل کی جڑ اس تکلی جس میں بے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ  
 ہم کسی اس میں جسے تفصیل سے کلام کریں۔ حضرت افلاکی و فروت میں کلام نہیں کیا  
 علیہ السلام و اسلام کی نبوت اور رسالت حق ہے یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
 اُسکے دور کا اور کوئی بھی نہیں۔ آپ کی توحید باقائت یعنی افلاکی اور القات سے انداز  
 حضرت انبیاء و کرام علیہم السلام و اسلام کی نبوت آپ کے فیض اور آپ کے فیض کا نتیجہ  
 ہے اور دیگر انبیاء و کرام علیہم السلام و اسلام کی نبوت کے لیے آپ واسطی معوض ہی خود  
 حضرت رسولؐ کی چند مہلات ہم عرض کرتے ہیں خود سے غافل و غائب۔

۱۱۔ اور انہوں کی نبوت پر ایمان ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اہل علم کی پرہیزگاری  
 میں کہنا اور مسند علیہ السلام

۱۲۔ یعنی آپ کو معرفت کا صف نبوت باقائت ہے اور سوا آپ کے اور کسی معرفت نبوت  
 نبوت و معرفت اللہ کی نبوت آپ کا فیض ہے یہ آپ کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں آپ  
 پر مسند نبوت انہوں کو پہنچا ہے (مختصر اناس مسند)

۱۳۔ معرفت باقری کا حق معرفت باقائت پر تمام ہوتا ہے جیسے معرفت باقری کا معرفت  
 معرفت باقائت سے کتب ہوتا ہے معرفت باقائت کا معرفت میں کافی ہوتا اور غیر کتب  
 میں انہوں میں کتب باقائت ہی سے معلوم ہے کسی غیر سے کتب اور مستند نہیں ہوتا مثال کے  
 لیے تو لیجئے زمین و کھد اور معدن کو اور اگر آفتاب کا فیض ہے تو آفتاب کا اور کسی اور آفتاب  
 صفت کا فیض نہیں اور جہاں فرض صفت ذاتی ہونے سے ذاتی ہی علی ہر جہہ و صفت اگر  
 آفتاب کا ذاتی فیض تو میں کہہ دوں جو معرفت باقائت ہوگا اور اس کا ذاتی ہر گاہ کسی اور سے  
 کتب اور کسی اور کا فیض نہ ہوگا اور مختصر اناس مسند

۱۴۔ اگر سارے کو اس صفت میں خواہیں وہ واسطی معوض ہوگا اور اپنے معروضات کے

حق ہی برصوف بالذات ہے کہ ہر چہ کسی خود کی نسبت وہ بھی معروض ہو چکے ہیں نہ وقت  
نورانی نہ دیردار اگر وہ وہاں کی نسبت واسطی معروض اور برصوف بالذات ہے کہ  
آفتاب کی نسبت خود معروض ہے۔ (تخلیر اناس ص ۱۱۸)

(۵) وہ ممکنات بالذات خود ذاتی نہیں یعنی ہے اور وہ بالذات ہے جو ہر اعراض کے لیے  
ہلچلہ دہان وہ وجود ہے جو ذات ایک سے صادر ہوا ہے اور اس وجہ سے اس کو لازم  
ذات غنائی کہ ضرورت ہے اور اسی کو ممکنات معنیہ کہ لازم صادر اول اور وجود غبط اور  
نفس غنائی کہنے ہیں اس وجود کو کہ میں ذات کوئی نہیں کہتا اور اس کو محبوب ص ۱۱۸

(۶) ہر اول برصوف بالذات تو تمام برصوفین یا معروض سے موجود فی القادح ہوں یا  
مستند اور خود النفس ہوتا ہے اور سوائے اس کے اور کسی کی غفلت اس میں عام اور اخل اور  
معلق نہیں ہوتی اور اس کو محبوب ص ۱۱۸

(۷) اور انہما کی عزت تو آپ کی عزت کا پیکر ہے یہ آپ کی عزت پر نقشہ ختم ہوا ہے  
اور اس بات کو آپ کے دین کا نسخہ الاعدین ہوتا ہے اس طرح لازم ہے جیسے آفتاب کے  
نور کا اور انوار کو کہ نورنا الخ (تخصیص اللغات ص ۱۱۸)

(۸) اور نیز یہ بھی ہر کوئی بھی گیا ہو گا کہ واسطی معروض غنائی ص بارہ وجود یکے یا کسی اور  
صفت وجودی کی نسبت یکے ساتھ موجود مطلق نہ ہو غیر حق کے اور کوئی نہیں انکار ہے  
وجود کا حال کوئی نہیں چاہتا کہ معروض سے فراقی نہیں بلکہ ہمیشہ سے جڑا اور ہمیشہ ہوتا ہے  
عجب صفت اور داغ اغیار ہی کہوں چاہے نام لگتا اور صہب وجود معروض ہے کہ  
صفت وجود پر قائم رہتا ہے یعنی ہر کوئی اور اس قدر ہے کہ غفلت ارتداد عالمی اپنے غائی  
کے ساتھ کسی غفلت ہر کوئی اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ سوائے اس کے اور کسی کو اگر واسطی معروض  
کہنے ہی تو ہی اس کہنے ہی کہ صفت خود صرف غنائی سے لفظ دی لیا ہے اور سوائے اس کے  
اور اس کو اس کے واسطے سے پہنچے ہے ہاں ہر ایک صفت غنائی ایک صفت اس کا اثر واسط  
فی المعروض غنائی معلوم ہی ہو کر کہ جو کہ ہے اور (آپ ص ۱۱۸)

۱۰۔ بالحدیث القدری اولا ما یستوفی من صلب القدری فی تفسیر کلمہ علی  
 آفتاب نیم روز الی نظر کے لیے اس بات پر شایع ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
 تھکے اور دیر دراز گزرتی تھی لہذا میں مدح نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دراز صبح ۱۱  
 واسطہ اولہ تھا کہ جسے کہ شکوہ استخراج اخراج حیات میں ہو گا کہ ہے اور چو کہ نشأت  
 تفریق تگہ صحت بات واضح ہو چکی ہے کہ استخراج میں میں خلیشیں جو کہ ہے، ہذا چھٹا  
 استخراج ہی طور اس بات پر شایع ہے کہ شکوہ نکالی کے لیے مدد ہذا نصبت روحانیت میں  
 نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واسطی العروج ہو گی کیونکہ شکوہ استخراج موصوف بالذات ہوا  
 کرتا ہے اور موصوف بالذات ہی واسطی العروج ہو گا کہ ہے مگر میں اس بات کو کہنا کہ  
 موصوف بالذات ان موصوف میں سے کوئی سا ہے۔ ہر کسی کا کام نہیں الی انعام متوسط ہوا  
 لذات موصوف بالذات اور موصوف بالذات کو موصوف بالذات کہہ لیتے  
 ہیں ہذا چھ استخراج فوایت و حقیقت میں اکثر یہی ہوتا ہے اور آب حیات موصوف

۱۱۔ سو واسطی العروج میں سے کی کہی کہی صحت کو قیادہ کریم ہی میں ہے ہذا چھ اور  
 مرقوم ہو چکا اور اس دو سے اس کو ایک ملتی کہنا چاہیے۔ دوسرے زہریں رسول اللہ  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حکمت کے لیے کہ اقل کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تحقیق  
 کے نزدیک دیکھ تمام فیض اور واسطی العروج تمام عالم کے لیے ہے۔ چنانچہ آپ کے لیے  
 تمام دیکھ کا نام ہی عقل کے نزدیک اسی طرح مقرر ہے۔ والفاظ کتبہ ان شادی ہوا یہاں سے  
 کہنا آتا ہے کہ جب نہیں۔ ہوا یہاں سے ہوا کہ لیسہ صحت الافواج میں ہو کہ کہ اس  
 کا مضمون صحیح ہی معلوم ہوتا ہے اور آب حیات موصوف بالذات موصوف بالذات

حضرت اولیٰ کی میں عبادات اور اقبا صحت سے یہ بات معلوم ہو گی کہ صحت تیار  
 کلام دیکھ صحت واسطی العروج اور میں مکرر نام ظلم کے لیے آپ دیکھ فیض اور واسطی  
 فی صحت میں اور یہ وہی عزیزت میں کہ توقع حکمت نے حضرت پناہ عبدالحی وحدت الہی  
 کے حوالہ سے ہیں نقل کیا ہے

یہ اگر اصل مخلوقات جو واسطہ صدور ہیں فکر اصل مخلوقات اور واسطہ خلق عالم  
کی نسبت وہ واسطہ خلق عالم و تمام نور محمد توہم فخر محمد علی بعد طہیر و سلم ہے جیسا کہ  
است اصل اللہ تعالیٰ طہیر و سلم چنانچہ صحیح سریت میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ  
در حد پرست صحیح وارد شدہ کہ اصل خلق اللہ نے سب سے پہلے میرت لہر کہ پیدا کیا

نوریہ و سائر کائنات عری و خلقی زمانوں اودائی تمام کائنات موسیٰ و خلق اس نور  
نور و انانی جو ہر ایک پیدا شدہ و احد سے پیدا ہوئی و علی نور کے فیض سے نور  
و عاریعہ المعبودت ج ۲ ص ۱۷۱ کہ نور ان کا مادہ تھا ایسا کہ بعض جاہلی  
و کفریہ العبادین صلاۃ کہتے ہیں مفسدہ

غریب حضرت مولانا محمد قاسم خان کوئی نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیگر حضرت  
انبیاء اکرم طہیر و سلم و یکتہ نام نہیں کہنے لے جو واسطہ فی السورہ میں کہا جاتا ہے اس میں  
انہوں نے کسی اور حضرات صلت و اکثرت میں سے کسی کو خلق کے قول کی قطعاً کئی غلطی نہیں  
میں کی اسی طرح آپ کی ذات کو تمام انبیاء اکرم طہیر و سلم و اسلام کے لیے نور و  
طہیر کہنا حضرت آپ کی نبوت کا الفاظ اودائی حضرت انبیاء اکرم طہیر و سلم و اسلام کی ذات  
کا تصریح کرنا اس شخص کے ساتھ جو خود ہی کی اپنی عبادت میں گمراہی ہے انکو صحیح ہے  
اودائی طرح برائے ہی کسی جان کا حضرت توفیق کی کسی عبادت سے ہرگز کئی اضافہ نہیں  
جس میں کہ کسی بھی عقل مند و بصیرت پر بات جاری عبادت کے چلی نظر خلق نہیں ہے  
باقی ضروری اور مضبوط کے لیے اس جان میں کسی کے پاس کئی ملائی نہیں ہے

صدقت کہ وہ شخصیں ہوئی توفیق دیا کہ ان میں سے نور علم چنان کی شکایت

نور و مذکورہ نے خلق و مفعول کی یکساں

دیگر حضرت انبیاء اکرم طہیر و سلم

اسلام سے واسطی کی بنا پر اپنے جہوں کی

تقلید کرتے ہوئے سالی شوخہ میں چھڑات

و اسلام کی نبوت کا انکار مودا مودا علی کہ ان آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات

بالات ہے اور دوسرے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نبوت بالعرض ہے اور آپ  
 ان کی نبوت کے لیے واسطیٰ عرضی ہیں تو دوسرے حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام  
 سے نبوت کی نئی ہی درست ہے جس کے گناہی سے گناہ کرنے والا حقیقتاً متحرک نہیں متحرک  
 تو صرف گناہی ہے مگر لوہا جہاں طور پر متحرک ہے اور اس سے حرکت کی نئی حست ہے نہ  
 اس لحاظ سے اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے نبوت کی نئی صحیح ہوگی حالانکہ اس کی نبوت  
 کا انکار کفر جس سے قرآن پاک کی صد آیات کا انکار لازم آتا ہے اور اس کی فیضان آپ کو  
 نبوت علیہ اور واسطیٰ عرضی کہنا ہے بلکہ اگر صحیح نہیں مطلقاً وہاں

سوجھا اگر اشیاء کے نبوت نہ کرے بلکہ انکار میں واسطیٰ عرضی میں صحت کی  
 نئی بات کہتی ہے مگر دست بالعرض کی خاص فی سفید سے حرکت کی نئی نہیں بلکہ بات  
 حرکت کی نئی ہے اور جس فی سفید متحرک بالعرض ہوتا ہے اس سے اس کی نئی میں ہوتی تھا  
 دوسرے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے بالعرض نبوت کی نئی ہو کر درست نہیں ہے نئی بات  
 کی نئی ضرور ہے لیکن حکمت بزرگ نے اس کے لیے نبوت ہی آپ سے کہ نئی سے کوئی متعدد لازم  
 اسلئے بالنبوت قرآن پاک کے فیض کا طرف سے نبوت ذکر کیا کہ خود فریبی اس کے بعد ضرور ثابت  
 کی یہ یاد رہیں بلکہ غلط مولانا عبدالحق صاحب امر دہلی کہتے ہیں آیات متعدّدات  
 حضور اللہ و مراد حق و تعالیٰ سے نبوت بالعرض ہی آپ کے منکر ہے چنانچہ اعتراض کا  
 ایک حصہ ہے اگرچہ نبوت صحت کی طرف ذی واسطہ کے ایسا امکان کرنے میں مگر حقیقت  
 طلب کرنے میں یہ لازم کہ انبیاء و مرسلین بالعرض مدی میں صحت مثل گناہی میں نبوت  
 کے ہیں اور طلب نبوت کا حقیقتہً ان سے درست ہوا ہے مگر غلط تعبیر صرف

اس سوال اور غرض کا جواب دیکھتے ہوئے حضرت مولانا نقوی نے لکھا کہ فرماتے ہیں کہ  
 نقویا اعتراض اصل تو یہ ہے کہ انبیاء و اہل سے طلب نبوت ذاتی معنی بالاتفاق لازم آئے گا  
 اس کا جواب کہ قطعاً آج ہے کہ بالعرض نبوت انبیاء کو کہہ ہی بالاتفاق ہرگز پر موقوف ہے  
 اگر اعتراض کا تھا تو پہلے اس مقدمہ کو کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نبوت بالنبوت



ہے کہ پہلے فیض اور طاقت نہیں۔ معتقد ثابت کرتا تھا سورہ فرقان آیت ۱۷  
 سے ثابت ہوا کہ ہر شے اللہ تعالیٰ اور اس کے مخلوق علیہ صلاۃ والسلام سے مخلقت کے بعد  
 خویش الماکن۔ مثال اور تحقیق بتا دی یہ متعدد ثابت کر دکھائیں کہ الٰہی الٰہیاء کریم علیہم السلام  
 کی نبوت بالذات ہے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فیض اور طاقت صرف انصاری و بنا  
 اس میں ہے۔ اگر چہ ثابت کر دی تو پھر حضرت علیؓ کا ہر گاہ و نہ سہوہ ہے اور اللہ تعالیٰ  
 انصاری و بنا بہت نہیں سمجھتے۔

اے قرآن کریم کی گیت گریں اور تھوڑی سی بات کہ ہم میں راہب اور طاہر ابو اسود  
 کی تفسیر کے حضرت مولانا غفرانی ہرگز مخالفت نہیں کریں کہ حضرت غفرانی قرآن کریم کی آیت سجدہ  
 اور اس کی تفسیر کہ دینی میں حضرت آدم علیہ السلام سے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وسلم تک تمام انبیاء کریم علیہم السلام کی نفس و جوارح میں پیدا کر دی فرق نہیں کرتے  
 سب کوئی تسلیم کرتے ہیں۔ علی اصحاب خصوصاً کے فرق کہ جوارح مخلوق کے تھے ہی کہ آنحضرت  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصف جنت سے بالذات نعت ہیں اور اگر انبیاء کریم علیہم السلام  
 کو تمام وصف جنت سے انصاری و بنا ہے یہ کہ طاہر ابو اسود کی تفسیر میں ہے۔ لہذا  
 حرم داس کو بالفرق قویہ اور طاہر ابو اسود سے اس کی تفسیر نفس کر کے منافی دینا جیسا کہ  
 مخالفت نہ کر کے کیا بہت اہل علم کی شان سے کہ میں وہ بہت گوارا ہے بہت کو اس سے کیا  
 ان میں کو طہارہ و بندہ کفر اللہ تعالیٰ ہاں ہم سے تمام کا تمام کو سحر کر کے بے کئی ہی حربہ  
 اور طرہ درگاہ ہے۔

نئی کچھ نہیں ان کی جان بازیاں یہی کھیل ان کا لڑکپن سے ہے  
 ان میں حضرت مولانا غفرانی نہ کو کسی ایسی بجز یہ نہ تھا ہوتے ہیں اور نہ کسی نفس انصاری  
 اور غیر خدا کی کوئی تہذیب انہوں نے کی نہ صحت جلیلہ آپ کے بعد ان کا اصل کو ہی حاصل  
 ہے کہ وہ آپ کی نصرت کا اس عبادت میں اللہ کر کے صفا نفس اور عبادت نہ تھی  
 اور ان کا مخالفت کے مخلوق کہ دونوں کا ایذا ہوئے اللہ تعالیٰ ہر ایک مسئلہ کی آیت





ہیں اس کے ساتھ ہر کسی میں جو بعض اسوۂ احمد علیؑ کی طرح ہیں جنہوں نے اس کے ساتھ  
 مسعودی بھی نہیں، ان کے ساتھ شریعت کے ساتھ جامع جہد ہوتی ہوئی دنیا والی اصل حضرت خاتونِ  
 نے آپ کی شریعت کا ساتھ دیا اور اس کے ساتھ نہیں کیا، البتہ ایک نامعلوم شخص سے روایت کا وہ  
 دست کر اس کا لایا مگر یہاں کہہ دیاں جو عقائد خدائی اور حضرت علیؑ کی عقائد کی طرح بزرگ  
 رہاں کہہ دیاں جو اس میں غلطی کے ہیں اس میں سے اور بعض خدائی وہ جنت کے وارث ہیں  
 آپ اپنی اور اپنے اصحاب کے ساتھ ان کی فکر کیجئے جن کی خاطر شریعت اور فروع اگر آپ کے ہاں  
 تادم شدہ ہو گئے ہیں اور دوسروں پر خاص جھوٹ بھی لگاتے ہیں اور اپنی علم کی عبادت  
 رکھتے ہیں یہ کسی سے نہیں ہو سکتی کہ اس کا خاص جہد ہے اگرچہ جانتے سے وہ تمہیں سب  
 کہتے اور کتنی اور کتنی کے ان کا یہ حال کہ ہے جن کو اس کا مطلب حضرت، ان کوئی  
 اور حضرت خاتونِ وفور بزرگ کو قبول دیکھنا اقبال اس کا مصداق ہیں؟

یہ غازی پر تیرے پر سوار بندے جنہیں تو کہتے تھے تھے ذوقِ فدائی  
 و نیم ان کی شوکت سے صبر و دریا سست کہ پہاڑوں کی تربیت سے لائی ان کو  
 دریا کی قیادت: اس پر ہمارے پچھتا پرست۔

ویدی بعد جہاد عظیمی علیہ صریحاً عاکرہ فی اللہ تعالیٰ منہا  
 تعالیٰ عنہا اللہ اعلم صبح ہے کہ ایک اندھیری رات کو وہ حضور  
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ کے ہوا بھرے تھے ایک ہی کے لئے  
 حلیہ و سلمہ ان کو غم کی سے سوئی رہیں پر گئی ہیں وہ حضور کے  
 لہجہ قلعة فسط من ہذا چہرہ اللہ سے اور ہر جہاں اور ام کو  
 اہل الارض فکشفوا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی کے  
 ۱۰۔ و جہد عظمیٰ اللہ علیہ وسلم اور سے اس میں گویا اور اخیار

کہ اللہ تعالیٰ جو وحید و غفور تھا

۲۔ صریحاً تعالیٰ کہتے کہ بعد مملوئی حکام و ولی عہد سے علیؑ کی بھارتی اور



تھیں اور ساری اور معنوی دلوں کے گھٹ کے جہان میں ایک حقیقت ہے، ہر چیز  
آپ کے نور سے پیدا ہوئی اس طرح اُنھوں نے نورِ الٰہی سے نورِ الٰہی طلب کیا۔  
نورِ الٰہی میں منافی نور ہوئی تفسیرِ قرآن کے ساتھ تھی ہے۔ پس نبی علیہ السلام کا نور الٰہی  
ہے جس کا نورِ الٰہی میں کسی وقت بھی انکسار نہیں تھا اور پانچ کا نور کتب و اعتبار  
ہے مگر کچھ بابت ہے اور کسی میں گنتے میں عظیم ہر بابت اور نور الٰہی کے اجالوں میں اندر  
ہوتا ہے۔ مسجدی (اور خیمہ الیہی صلاۃ صلاۃ)

نورِ الٰہی کے لئے منافی کاشی کی ہے، بالکل بیک سو ہے اور اس لئے کہ حضرت  
ابوالباق جانشینِ نبی و رایت میں سوتی تھے کہ ذکر ہے اور اعلیٰ نور و نور ہے حضرت  
سیدنا محمدؐ کی کتب ذکرِ الٰہی نور الٰہی کا نور و نور میں گزری ہوئی اور اعلیٰ نور  
نور و نور ہے اور ان کی میں گنتے میں۔

وعلیہا ما یذکر الخ حافظ عند	اور اور اعلیٰ نور الٰہی میں اور نور الٰہی
ذکر الحسن المہدی عند فی	میں ہے میں کو نور الٰہی کے نور
فیروز من الیہ فی صفت من	میں ہیں کہ میں، کہ نور الٰہی حضرت
یہ عاقلۃ فی صفت من	عقل الٰہی کے نور الٰہی میں اور
فانستہما و سوتہ فضیلت	میں ہوئی اور نور الٰہی کے نور الٰہی
النبی علی نور علیہ و سوتہ	وہی نور الٰہی، حضرت علیؑ کے نور الٰہی
خرجت لعلہ استامہ و سوتہ	علیہ و نور الٰہی میں اور آپ کے نور الٰہی
النجرة و رایت عاقلۃ فیروز	میں نور الٰہی کے نور الٰہی میں اور
النبی و رایت و سوتہ و سوتہ	حضرت عاقلۃ میں نور الٰہی میں اور
مذکور فی صفت النبوة و	نور الٰہی میں نور الٰہی میں اور
حیو من کتب الیہ فی صفت	نور الٰہی میں نور الٰہی میں اور
عرب و الیہ فی صفت و سوتہ	نور الٰہی میں نور الٰہی میں اور



والحدیث من حیثتہ المصاحیح      مطلب یہ ہے کہ اگرچہ اس میں کئی قوافل  
تقریباً نصف درجہ حند و اہل متبہ      کے سمندر کے طوفانی ہوا تو کئی کئی  
اسمعیل و لیسہ العوجہ فی القی      اور آپ کو میری سب سے پہلی کہہ دیا لیکن  
حضری و عہدہ تختاری جہاں تک      حاجت نہ پائی۔

اس طرح میں حضرت عائشہؓ کی یہ بھی روایت اس بات کی واضح علامت ہے کہ اس میں کئی کئی  
اصل اہل اہل علی علیہ السلام کی ہر جگہ ہی جی کو میں خود بخود جتنا خداوند جب آپؐ کی بات کو  
پڑھنے اور چار بار دہن کر آپؐ اپنے اپنے مہلک سے حضرت عائشہؓ کا یہی دانتے تاکہ وہ اپنے  
باتوں کی بات لیں اور آپؐ کو بھی اور چہل اکھڑتی اور حضرت علیؓ سے اس لیے جتنا تھا کہ  
گھروں میں چار بار نہیں جیتے تھے اور اندھیرے کہ وہ سب سے آپؐ کو دانتے کہ وہ جیت گلا  
کہا پڑتی تھی۔ وہ نہ حضرت عائشہؓ سے آپؐ کو یہ تکلیف نہ دیتی تھی کہ آپؐ کے گھر کی بات  
موتی تھیں پڑتی تھی کہ وہ سب سے وہ خود بخود اپنے پانچ بیٹے میں اور کسی بھی صاحب ابھیرت  
ہر یہ تکلیف نہیں کہ آپؐ کے گھر میں مہمان چار بار جتنا نہ ہو گھر میں آپؐ کے گھر کی بات نہ ہو  
تو چار بار جیتے کی کیا ضرورت تھی اور اہل حضرت علیؓ چنانچہ کی جیج اور سائل کے حوالہ  
سے حوالہ اہل قرأت نہ کہنے کی ہے۔ وہ غلط ہے اس لیے کہ اہل قرأت ہی اس روایت  
کا حوالہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں علیؓ کی اس حدیث اہل مسندہ اہل جیہ کہ حدیث کیا گیا ہے روایت  
کس کتاب میں ہے اس کی سند کہا خود کسی جیہ کا کہ پتہ نہیں تو اس میں بحول المسند ہے  
نہایت روایت سے استدلال کیا گیا اسلیٰ قرأت نہ کہہ گا وہ وہ دوسری اور دہلی غلط کیجے  
کہ وہ علیؓ کی اس حدیث کے میں روایات سے ثابت ہے کہ حوالہ اہل قرأت ہی اس حدیث اور  
ہر ایک خاص حدیث ہے کہ حدیث بخلاف حدیث اہل جیہ کہ حدیث اہل قرأت کے ساتھ حدیث میں  
نہیں ہوتے اور نہ ہو سکتے ہیں یہ بات بھی غلط نظر ہے کہ حضرت علیؓ کی حدیث نے  
قرأت میں پہلے یہ ذکر یہ فرمایا ہے۔

قال ای حیدر الخلف الروایات      ای میری روایت میں کہ اہل قرأت کے



یہ اول المعطوفات وحاصلہا ہر کسی روایات کتب میں ادای  
 حکماءینہا فی شرح مسائل کوہا میں ہونگے کہ شرح ثمال الترمذی  
 الترمذی بن اولہا الترمذی میں بھی کہے ہے یہ ہے کہ اول وہ ترمذی  
 الذی خلق منہ طیبہ اصولہ سے جس سے آخرت میں شرفاں میں علم  
 والمسلم لہم الصاد لہم العرفی طیبہ علم یہ ہوئے پھر والی اور پھر  
 ایام و مرقات ج ص ۱۱۱، عرض ہے۔

اس بعد روایت ثابت ہوئی ایک بات کہ اس کتاب میں وہ روایت سے اول المرقات  
 لہم بھی لکھتے ہیں اور دوسری یہ کہ کراچی الوسا کی شرح ثمال الترمذی انہوں نے مرقات سے پہلے  
 تصنیف فرمائی ہے جس کا اول وہ مرقات کی اس عبارت میں دسے رہے ہیں اس کے  
 بعد مرقات میں لکھتے ہیں کہ

لہم رايت في المدخل لہم رايت في المدخل  
 عن ابن عباس بن ابي شبيبہ  
 خلقه الله الفلاس فقال لہ  
 اكتب فقال يارب وما اكتب  
 قال اكتب الفلاس يجرى من  
 ما لك بما هو حكما في الدين  
 لغزوم المساء حله لوطوى اكتب  
 ورفح الفلاس ورواه البيهقي  
 و غيره والحد كروا صحاحہ  
 و في الدراية عن ابی ہریرۃ  
 قال سمعت رسول الله صلى الله  
 عليه وسلم يقول ان اول شيء  
 يبرأ من عظمى من عظمى  
 مستقول وہ روایت دیکھی کہ سب سے پہلے  
 اللہ تعالیٰ نے جو چیز پیدا کی وہ عظم ہے  
 اور اس سے فرمایا لکھو اس نے کہا کہ  
 میرے عہد میں کیا لکھوں؟ فرمایا کہ  
 جس سے کہ قیامت پہنچے ایک کو لکھو  
 ہر ایک سے کہہ دے میری حدیث رواہ  
 ثم الثانی ہر اس کو نام پہنچے کو لکھو  
 روایت کیا اور نام نہ لکھے ہی ہر اس  
 کو صحیح کہہ دے اور حدیث میں غلطی ہو تو  
 جسے نہ لکھیں گے آخرت میں اللہ میں علم  
 ہے نہ کہ آپ نے فرمایا کہ سب سے پہلے

خلق الله القسوس سر النور و  
 من الذرة الى ان قال وروى ان  
 اول ما خلق الله العلق و ان  
 اول ما خلق الله نور و ان  
 اول خلق الله روح و ان اول  
 ما خلق الله العرش والاولية  
 من الامور الاضا فية الطبول  
 ان حصل واحد مما ذكر قبل  
 ما هو من جسد فالتسلسل خلق  
 قبل جنس الاقلام والحدود  
 قبل الانوار والاقتدات  
 ان العرش قبل خلق السلوات  
 واور من التسلسل الاولية خلق  
 على واحد بطريق التقسيم  
 فقبل اول التمداد كذا و اول  
 الانوار كذا ومنه قوله اول  
 ما خلق الله نور و ان اولية  
 روح و معناهما واحد فان  
 الارواح نورانية انما اولها  
 خلق الله من الارواح روح  
 او درجات في سماء

اشد اشد في علم پر و امت پر و ان  
 طریق اور ہی وحدت کی گئی ہے کہ سب  
 سے پہلے اللہ تعالیٰ نے خلق پیدا کی ہے  
 اور ہی سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے پھر  
 خود پیدا کیا ہے اور ہی سب سے پہلے  
 اللہ تعالیٰ نے پھر روح پیدا کی اور  
 ہی کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے عرش  
 پیدا کیا اور اولیٰ کا خانہ اور ہی سے ہے  
 اس کے بعد اولیٰ کی جگہ کی کہ اولیت  
 پر حق کی طرح کے کما سے ہو گی مثلاً اقلام  
 کی طرح ہی علم تقسیم اور خود کی جنس میں  
 آئی گا اور پہلے پیدا ہوا حد کما سے پر پکا  
 ہے کہ عرش آسمان اور زمین سے پہلے پیدا  
 ہے ہے کہ اولیت پر ایک پر پھر طریق  
 ہائے گی مثلاً اولیٰ سماء میں خلق پر پھر  
 اولیٰ اور میں خلق ہے اور ہی سے ہے  
 کہ پہلے یا پہلے ذکر اولیٰ خلق اللہ تعالیٰ  
 اور ایک اولیت ہی وہی ہے اور اولیٰ  
 کا مطلب ایک ہے کہ اگر کما سے اولیٰ  
 یعنی اللہ تعالیٰ نے اولیٰ میں سب سے  
 پہلے پھر روح پیدا کی ۔

اس عبارت سے پھر اصل میں پرجہاں ہے کہ حضرت ملا علی قاری کے مکتبے پنا



عہد میں اس کی تصریح ہے اور یہی افکار کا مرکز ہیں۔ ان کے اندر ایک نظم اور ترتیب کے قریب اور  
اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں اور ہم نے قیام سے پہلے ایک کتاب قلمبند ہے اور وہ قرآن مجید ہے  
یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کے ذریعہ ہے جو کہ تم کو تیار بنا دے گا۔ اس سب سے  
بڑا امام اور کور و کتاب ان کے افکار کے حلیہ میں لکھتے ہیں کہ۔

اشارة الى كبرى عظمة الكتاب      اس میں اشارہ ہے کہ وہ کتاب بالحد  
فانفسر فلهما متداخلتان بالصلة      تفسیر کے لیے ہے اور دونوں ایک صلت  
متحدة وان بالذات وليا احسن      کے لئے ایک ہے متاثر میں اور اس کے ظہار  
الغراء العنصر في هذه      ہے کہ جس اور اس کے ہیں لغز و حیران  
انفسر حسن اسناد الهداية      اچھا ہے اور اس تفسیر کے لائقیت پر اہمیت  
ہبسا الى الله تعالى وهو صلي الله      کی اسناد اللہ تعالیٰ کی طرف اہمیت ہے کہ  
والصور سبها واسناد النبوة      اس کے کتاب اور اللہ کی وحدت کا اسباب  
فيما قبل الى رسول الله صلي الله      پہلے پہل اور اس کے اس کے پہلے پہل  
عليه وسلم واما اذا نظر الخبير      کہ جس کی بہت حضرت میں اللہ تعالیٰ  
بالرسول لا يوصى هذا الحسن      علیہ السلام کی طرف اہمیت ہے اور اگر اللہ  
وموتد نفسون هذا قوله      نور کی تفسیر میں کے ساتھ کہ اس کے نور  
تعالى واقرانا انفسر ثور      اچھا ہے اس میں ہیں اور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
فيمتد واريد به اسباب      کہ نور اللہ تعالیٰ کا اشارہ ہے اور کتاب  
نطعا انتهى ۔      ایک ایک لفظ تفسیر اور اس کے نفس اور

روح صلی اللہ علیہ وسلم علیہ وسلم اور اس کے کتاب میں ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اہمیت ہے  
میں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اس میں اس کے درجہ میں اور تفسیر میں  
کہ جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اس کے درجہ میں اور اس کے درجہ میں

کہاں را علیٰ طور بر افروز دنیاات کہے ہیں کہ اکثر قرآن پاک کی آیات کو بشر قیلم کر کے آپ کو تسلیم  
 کا مطالبہ ہی ہے کہ آپ خود ہدایت میں اور اللہ تعالیٰ کے کتاب کو خود نبوت سے کمال میں  
 کو ذرا توجہ اور فرائض و احکام سے خود گریہ است اور اللہ تعالیٰ کا یہ مفکر و پندار ہوگا ہے کہ  
 و اللہ فاعلم ما یقولون و لک الحمد

فصل چھٹا :  
 کہے گا اور اگرچہ اس کی اس کی بات کریں

وہاں حضرت علیؓ نے اپنی کچھ باتوں میں ہیں کہ ان کا کہنا ہے کہ وہ سنی نسبت دکر  
 جتنی جو قرآن و کتب کا مطالبہ ہے کہ کھانا حق اور ان میں ہیں خود کا فیض پہنچا ہے اور پہنچا ہے  
 وہ سنی نسبت ہے جو خود قرآن و کتب کا مطالبہ ہے اور جو جملہ میں اس کا سہید ہے کہ آپ سنی  
 اور سنی مددوں تم کے کلمات کے جامع ہیں یہی طرح مثل خود میں آپ کے جس قدر کہ  
 ہے اور خود نبوت اور خود ہدایت ہے اس میں کی شک ہے ؟ اور آپ کے خود کے فانی کرنے  
 کا یہی مطلب ہے جو حضرت ابراہیمؑ کی ہدایت کی مدد میں گندہا ہے کہ ان کے حالات وہ  
 آپ کو عزت پہنچا اور آپ کے فیض سے ہر طرف سب انبیا و کتب پہنچا اور آپ کا خود اللہ ہی ہے  
 کسی سے کتب نہیں صرف اللہ تعالیٰ کا طبیعت اور پندار کا خود سنی سے کتب پہنچا  
 کے اور خود میں ہے بلکہ ہے لیکن اللہ ہی اللہ تعالیٰ علیہ السلام کا خود نبوت اور خود ہدایت  
 بھی کہ وہ شرک کے میں ہیں ان کا خود بھی حال دہا بھی کی میں مطلب پہنچا ہے اور  
 اس مدد میں میں لوگ ملان ہر کہ جب کہ دنیا میں کفر و شرک کا ہر طرف دور دور تھا اور  
 ظاہری خود پر دنیا کے کسی ملک میں ملان کا اور چند ایک کے ؛ کوئی اختلاف تھا جو کسی  
 کی کشش کا ہوتے ہوتا اور میں اپنی اور اسلامی خود کو دنیا کے کفر کے نشانے کی از حد کشش  
 کہ ہے مگر اللہ تعالیٰ ۔

قرآن کا ہے کفر کی حرکت یہ خداوندی جہو کوئی سے ہر چارہ کھلایا نہ پاسے گا

# باب سوم

ناظرین! کہم! ہم اس باب میں امام اہل بیتؑ کے اقوال نقل کر کے یہ ثابت کریں گے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ تھا اور خرقہ بھانسنے ہی وہابیہ سے انکسار کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہیں تھا۔ حق تعالیٰ کے جہات میں عرض کرتے ہیں، دُعا بھی

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ ہونے کا ثبوت

در اصل نیز در امام ماکم ہدیہ اللہ محمد بن عبد اللہ علیہ السلام و آلہ و اتحافہ مشائخہ و اہل بیتہ کے ساتھ حدیث کرتے ہیں کہ حضرت امیر المؤمنینؑ نے فرمایا کہ

یونس بن یزید عن ابی عبد اللہ علیہ السلام	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک ذات
و اکمل و سلمہ و یصلی فھنا لیلۃ	فازندہ رہے تھے گراں گاہ کہ آپ نے
از بعد ان لم یمرھا فقلنا	اپنے لاکھ آگے بڑھایا، پھر کچھ ٹالیا
یا رسول اللہ و اینا ک عنک	میں ہم نے کہا اصل اللہ ہم سے تھیں
و علیہ الصلوۃ شیئا لم	انہما میں میں کہہ دیا کہ تیرے درمیان
تکون قصودہ فیما قبلہ	جو آپ نے اس سے قبل ہیں کی طرف
قال اھل بیتہ عرضت علی	ہیں یا اللہ مجھ پر رحمت تیری کیا تھی تو
الرحمۃ قرأت فیما دھمۃ	نے اس میں اوپر کہ رحمت دیکھ دی کہ
قصودہا دسبۃ فاروق	کچھ بچے کو لکھے جو نے تھے دوسرے نے



اگر قرآن کی طرف التفات کیے بغیر بعض تفاسیر کے اتفاق سے غلوک مایہ  
 اختراعی آیات جو بدلتے کہ حدیث مبارکہ میں سیدنا یحییٰ علیہ السلام نے  
 اور اہل الاطلالہ سے کیا اختلافی کہنے میں لیا ہے اور مایہ بہت کچھ کا نیا  
 یہ کہ ریت اسی وطن کو دیکھا میں نے حدیث میں اپنا اور تمہارا مایہ دیکھا اس جہ  
 میں اہل اپنی حیثیت پر گول نہیں ہے کیونکہ وہ حق کی آگ دیکھ ہی آگ کی طرح مدھن میں  
 ہوئی، چنانچہ مشکوٰۃ شریف، باب صحت الحدیث فصل ثانی کی پہلی حدیث میں ہے: "نہی مسودہ  
 عظیمہ جہنم کی آگ سیاہ اور اندھیری ہے۔ اور غلوک کے حدیث کے ترجمہ میں اپنی طرف  
 سے یہ لکھا کہ اس آگ کی مدھن میں ریت کے اپنا اور تمہارا مایہ دیکھا اسی جہنم کی آگ کے سیاہ  
 کچھ نہیں کیونکہ جہنم کی آگ سیاہ اور اندھیری ہے، اولیٰ مدھن کی آگ کا کام پھر کس قدر حیرت ہے  
 کہ اپنے نیک عقیدہ کو ثابت کرنے کے لیے حدیث میں تصویق کیا اور مدھن کا عقد بڑھا کر  
 سائے کے برابر لا چڑھا اور نہ نکال لیا اور اسی طرح جرات محترمہ نے نہیں فرمائی است آپ  
 کی طرف غلوک کر کے اسلاف جہنم کے سیاہ اندھیریوں میں اپنا تمام ڈالیا، جس طرح وہ  
 طرح ثابت ہو گیا کہ یہاں اہل الاطلالہ اپنی اصل پر گول نہیں، ایک تو اس لیے کہ آپ کو یہی  
 اور تو کا سبب نہیں ہے، دوسرا اس لیے کہ جہنم میں مایہ و گھٹن و نا مستول ہی نہیں ہوتا، نہ  
 جہنم تو یہاں کا ہی ہے اور مایہ مدھن میں سختی و تفتاب ہے ای وہ قرآن سے نہیں ہو گیا  
 کہ یہاں پر غلوک مل جائے گول ہے اور اہل ہدایٰ طور پر غلوک کے معنی میں آیت مسلم المستول  
 میں سے قبل غلوک ہی اثنا عشر لم یسعی حدیث، اسے کہ میں نے جہنم کو دیکھا اور اس میں  
 اپنے اور تمہارے آئینوں کو دیکھا اور جہنم میں دیکھنے سے غلوک کے فہم کی کہ آپ کا اصل  
 کے ہدایت غلوک میں غلوک کی آگ جہنم میں دیکھنے کا خطاب ہدایٰ امتداد کے غلوک پر ہے  
 میں یہ کہتا ہے کہ غلوک اس آگ جہنم کے قریب اس کے کنارے دیکھا ہوا اور اگر غلوک جہنم  
 میں دیکھا اسی غلوک ہو تو مسودہ غلوک اس طرح نہیں بنی کہ وجہ نہیں، کیونکہ جہنم میں جہنم  
 صرف غلوک کے لیے وجہ غلوک و آیت سے ہر ایک کے لیے غلوک اور غلوک جہنم



یہی تو خیر میں موجود ہیں۔ اور اس کے بعد اس کے تحت غرضیں لکھیں کہ تمام لوگوں کا ختم  
 سے آزاد ہوگا، اگر ان کے لیے یہ صلیب لٹاؤ اور سرور ہوگا اور خدا کے لیے یہ ہی گروہ جب  
 کتاب و احکام ہوگا (تو صحیح الیقین ص ۱۷۱)

**ایک اور** غرض لکھی ہے جو کہ کتاب سے مراد ہے، اس لیے کہ عربی زبان پھر اللہ

عز و جلال سے پہلے وہی ہے جو کہ حقیقی و حقیقت میں وہی ہے، خدا کے لیے اس کا ترجمہ اور مطلب

کیا ہے؟ اللہ اللہ اللہ اللہ کوئی تصنیف و تراجم عربی زبان اس عبارت کا مطلب اور ترجمہ

اس کے بغیر اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ کی جہت سے اور تمام

عالمات میں وہی ہے کہ اس کی مدد میں اس کے لیے یہ ہے کہ اور تمام اس کے لیے یہ ہے کہ اور تمام

عالمات میں وہی ہے کہ اس کے لیے یہ ہے کہ اور تمام اس کے لیے یہ ہے کہ اور تمام

عالمات میں وہی ہے کہ اس کے لیے یہ ہے کہ اور تمام اس کے لیے یہ ہے کہ اور تمام

عالمات میں وہی ہے کہ اس کے لیے یہ ہے کہ اور تمام اس کے لیے یہ ہے کہ اور تمام

عالمات میں وہی ہے کہ اس کے لیے یہ ہے کہ اور تمام اس کے لیے یہ ہے کہ اور تمام

عالمات میں وہی ہے کہ اس کے لیے یہ ہے کہ اور تمام اس کے لیے یہ ہے کہ اور تمام

عالمات میں وہی ہے کہ اس کے لیے یہ ہے کہ اور تمام اس کے لیے یہ ہے کہ اور تمام

عالمات میں وہی ہے کہ اس کے لیے یہ ہے کہ اور تمام اس کے لیے یہ ہے کہ اور تمام

عالمات میں وہی ہے کہ اس کے لیے یہ ہے کہ اور تمام اس کے لیے یہ ہے کہ اور تمام

عالمات میں وہی ہے کہ اس کے لیے یہ ہے کہ اور تمام اس کے لیے یہ ہے کہ اور تمام



یہی یاد رہے کہ کئی قوم پر مشتمل مذہبات پر حال میں یہاں نقلی میں وحدت باغیر حلقہ  
 ہے لہذا اس اور شخص پر ملامت کرتے ہیں اسی طرح دھرم میں غلط فہم نہیں جو غلبہ ہے وہ ذات  
 بہ دال ہے اور اگر میں غلبہ ہو تو وہی ذات خود غلبہ ہو کر اخلاقی و فاضلانی القیاس نام آتی ہے  
 جو درست نہیں ہے جو ہے کہ معاملہ انفرادی و خصوصی اس قیاس پر جو جویر کا فاضلانی سے تعبیر کیا  
 ہے بالکل اصناف اور کچھ ہی یہ ملامت کرتے ہیں کہ اگر وہی ہی و خلاصہ میں تعبیر صحیح و فاضلانی  
 موجود ہے تو اس لحاظ سے اضافہ فاضلانی القیاس نام آتی ہے اور یہ ضعیف و کمزور جو جو ہے  
 وہاں اختلاف مذکور کئے ہیں کہ مادی سرور و صاحب نے اپنے کچھ ملامت و غلبہ ہے فاضلانی  
 کے کائنات متکثر و اخلاقی اسب ملامت فاضلانی کی پہلی حدیث میں دیکھی جہاں آتا ہے  
 فاضلانی ملامت کر چکے ہیں آگ بیاہ اور قدری ہے ملامت اپنی طرف سے آگ کی بد فاضلانی کا اضافہ  
 بڑھاتا ہے فاضلانی ہے کیونکہ حتمی آگ بیاہ ہے وہاں بد فاضلانی کا یہ کام ہے لیکن یہ سب  
 کچھ ملامت مذکور کی ذی جہالت ہے لہذا اس پہلے کہ حدیث مذکور میں مذکور ہے اس  
 کو نقل کرنے کے بعد ایم قرنی و در ائمہ اعلیٰ فرماتے ہیں۔

وحدیت الیٰ ہرینہ ہذا موقف کہ یہ تمام ہے کہ حضرت امیر مومنین  
 اصم و لا اعلم بعداً و بعد کی یہ حدیث کہ قوت ہے کہ مومنین  
 علیہم علیہ ای الیٰ سکیر کہ کچھ ای الیٰ علیہ کے خلاف کیا اس کے  
 حق ضرورت (و مضمون) ہے اس کا حتمی ہے ملامت و ملامت کیا ہو۔

اور اس میں جو مادی حتمی ہے وہ وہی وہی ہے کہ حدیث میں نقل کر رہے تھے  
 نام ہر ایمین صید امیر مومنین فرماتے ہیں کہ انہوں نے جو مومنین میں غلبہ کی ہے اور انہوں  
 فرماتے ہیں کہ وہ سنی انصاف اور ایم اور حضرت امیر مومنین تھے و بعداً حضرت امیر مومنین  
 ملامت و ملامت فرماتے ہیں کہ ملامت ہے اور اصل حدیث کے لحاظ سے یہ ہے  
 مذکور اس پر کہ اب کی ذیل و کتب و کتب میں ہے اور وہ ملامت ہے لہذا حتمی کے کتب و کتب  
 میں وہاں آگ بھی ہے اور دھرم بھی ہے اور اسی طرح ملامت اور ملامت آگ اور آگ کا فرق

اور کائنات ہے اور حدیث قاضی کا وہ سب اہل بعضی جیسے ابو عبد اللہ بن مسعودؓ اس کی واضح دلیل ہے، مگر کسی بشر کی آگ سے اور غفلت سے اور کسی جھٹکے دھن سے تو اس میں کیا اشکال ہے؟ حجب کہ قرآن کریم میں عموماً ذات الہیہ کے ذکر ہے کہ آگ شعلوں، دلی، غصہ، جہاں، اور جہنم کا سنی کرتے ہیں تاکہ شعلے، آگ اور نارا کائنات الہیہ کے نزدیک کہتے ہیں لہذا آگ اور آگ اور آگ اس کی دعوت فصیح کا خلاصہ ہے سبلی غلط کے ہونے میں یہ بیان جو بکا ہے۔ اندری حدیث جھٹکے آگ کے شعلوں کا اور اس کی روشنی کا ذکر کر رہی ہے کہ درست ہو سکتا ہے؟ حضرت مسند میں حجب کا سنی زیادہ آگنی یعنی آگ کا غلط کیا ہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرتؐ میں حدیث طبرہ و طم ایک طرح میں تھا وہی **رسول مہر** سفر میں اسے دیکھ کر ادا ج حضرت بھی آپ کے ساتھ نہیں تھا۔

کہا ان پر ہر گز حضرت ذبیحہ کے پاس اپنی ضرورت سے نہ کہ ادب تھا آپ کے فریاد کہ صلیب کا ادب یہ ہے۔ اسے ذبیحہ اگر اسے تو اپنے کا اس ادب سے دے کہ ہر گز انہوں نے کہا کیا میں اس پر وہی کہ ادب دے وہی دلی کے اس نازیہ جواب سے آپ نا ارض ہو گئے اور آپ نے فدائے کرم دیا تھا، حضرت ذبیحہ کے پاس ہاں ہی ترک کیا!

قالت حشری یکت منہ وحوالی	حضرت ذبیحہؓ فرماتی ہیں کہ میں آپ سے
سیر ہی قالت وعلما انابوہما	نا امید ہو گئی اور میں نے اپنے جاندار کی جان
نصت الہیہ اذا انما بطل	سے جان دی، فرماتی ہیں کہ میں ہی مانتی
وہوں اللہ علی اللہ مشیوہ	فرماتا کہ ایک ایک ہی دور کے وقت
احسان ابن سعد جلد ۱ ص ۱۰۱	میں نے آنحضرتؐ میں حدیث طبرہ و طم کا سنا

دیکھا جو میری طرف آ رہا تھا

اس حدیث کے بارے میں۔

۱۶۔ عثمان بن عفانؓ صحاح مسند کے دہری ہیں، امام ابوالحسنؒ کی کو خدا وشت کہتے ہیں نام الہیہ ان کی کو آقا نام اور حشر کہتے ہیں، عقابوں سے انہوں نے کہا کہ غیر ابو عبد اللہؐ شہادت اور حشر کہتے ہیں

اہم ہیں خرافات ان کو لکھیں خیر فلسفیان اور محدثان ان کا لکھنا دوسری کہتے ہیں۔

اہم ہیں جنہاں ان کو نکات میں کہتے ہیں۔ (تذریب المتذریب ص ۲۱۲ و ص ۲۱۳)

۱۰۔ حناوی سنن دینی و دنیائی ان کو اہم اہل مذاہب شیخ الاسلام کہتے ہیں (مذکران اہل مذاہب ص ۱۱۲)

۱۱۔ قیمت بتاتی ہے یہ بھی صحاح حدیث کے مرکزی دایہ ہیں، اہم سنائی اور حناوی ان کو لکھتے ہیں۔

علامہ ابن سبک ان کو اہل دوسری کہتے ہیں، محدثان ان کو نکات میں کہتے ہیں۔

(تذریب المتذریب ص ۲۱۲)

۱۲۔ شیعہ مذاہب میں ہر مذہب میں مقبولہ میں الشافعیہ و مالکیہ و حنبلیہ و سنیہ میں مقبولہ دینی

کو ہر مذہب کے داروں میں سے ہے اور مشعل ہے علماء پر کسی لکھنے پر حناوی حناوی

۱۳۔ حضرت دائرہ دینی علماء نے لکھا۔

غریب اس روایت کے سب روایات ہیں۔

۱۴۔ روایت سند احمد بن ابی حنیفہ میں بھی ہے اس کے علاوہ آخر میں ہیں۔

فما یحکم شہر و یجمع الا قول ۱۵۔ یہ ہے یہی مآخذ کا مآخذ کو کتاب

و دخل علیہا قرأت علیہا فمات ۱۶۔ میرے پاس آئے غریب میں کہ میری

ان علیہ انقل رجل و ما ۱۷۔ آپ کا یہ دیکھا کہ میں نے لکھا کہ میں

یہ دخل علی النبی صلی اللہ ۱۸۔ کہ روایت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ

علیہ وسلم فمن علیہ ۱۹۔ میرے پاس آئے ہیں کہ میں نے لکھا کہ

فدخل النبی صلی اللہ علیہ ۲۰۔ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ دلم و لم دلم

و سلم و سلم و سلم ۲۱۔

و جمع الا وید ۲۲۔

۲۳۔ تاکہ لکھا جائے۔

۲۴۔ عبد الرزاق و مالک کبیر اس کو کہے تار محمد بن نے لکھا کہ یہ روایت ہے ابو حنیفہ

۲۵۔ میری حناوی اہل مذاہب کو لکھا ہے، اور اہل مذاہب میں بھی لکھا ہے۔ علامہ ابن سبک



کیا حضرت زین العابدینؑ کے آپ کی ثابت اور شخص کو دیکھ کر بھی سر پہنا اور حیرت کا اظہار کرنے لگیں  
 کہ کہیں ہے ؟ سید میں تو اشتباہ ہو سکتا ہے لیکن نفس غیبت میں کیا اشتباہ تھا جس پر ان کی حیرت  
 ہوئی ؟ اور صرف کے آخر کے الفاظ غریب و عجیب سمجھتے ہیں۔ فوعل الجلی علی اللہ علیہ وسلم کو سامی  
 چلے نظر آیا اور آپ بعد کو داخل ہوئے اور خوشہ گوئی قرآن کے چلے نظر وہ مطلب اہم کا  
 کہ آپ کا شخص اور وجود چلے نظر آیا اور داخل ہوا اس کے بعد آپ داخل ہوئے کیا الجلی  
 اور بے سرو پا سامی سے شریعت اور صرف کا مذاق نہیں لیا جارا یہ سدا و اشراقاً  
 نعوض قلبہ اما ریت متواترہ اور اجماع سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہرگز  
 اور بغیر کو سامی ایک لازم ضروری ہے۔ بجاات آپ کے فوہ جوئے کے کہ کسی قلبی اثر سے اور  
 نفسی اثرات ذیل سے آپ کا فوہ جتنا ثابت نہیں ہے اگر ایک تفسیر کے دوسرے کو سے  
 آپ کا فوہ جتنا ثابت ہے اور صرف ایک عقل کے ذریعہ میں ہے اس کا غیبت ہرگز  
 حاصل نہیں پھر فوہ آپ کی صفت ہے حکمت کی اگر ذہانت آپ کی ہر حال بشروہ اور  
 آپ کا سہی یقیناً تھا۔

ان کے ردائے تہ سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قاعدہ سایہ خاں جب  
 نعوض قلبہ سے آپ کی بشریت ثابت ہے۔ تو بشریت کے نام لازماًست ہی میں ایک تہ  
 بھی ہے ثابت ہے۔

## سایہ کا انکار کرنا دراصل شیعہ کا مذہب ہے

ہذا کو شیعہ کی مستحکم کتاب اصول میں الصافی ص ۱۱۱ میں ہے واسوئیک لہ فی ای  
 کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا  
 مشہور شخص مسلم لعل غزوئی اس کا مطلب یہ کہ نہ ہیں کہ  
 وہ نہ ادا اس کی جیٹہ ابھی ہیں آپ کا سایہ نہ تھا لعل غزوئی کا





فرمانہ، ان حضرات نے ان حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ نہ ہونے کا ذکر فرمود کیا ہے اور  
 ان کا اٹھا کر کے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے مگر یہ مندرجہ بالا اصل روایت  
 اور حضرت ابراہیم کی روایت سے ملتی روایت ہے یا پھر حضرت شعیب و جنود الخاقانہ البیرونی  
 سند کے اس کا ذکر ہے، پھر کسی کو کیا وجہ ہے کہ وہی سند کے ساتھ روایات ملتے  
 گئے کے بعد ان سے ہے صرف روایات پر اس کی شکل بنایا دیکھو، اگر کوئی نہ ہونے کی روایت  
 باطل ہے اصل میں یہی وجہ ہے کہ مولانا خاں خاں خاں خاں خاں خاں خاں خاں خاں خاں خاں خاں  
 ذرا دہری نہیں اٹھانے اور فرماتے ہیں کہ یہ بات مشہور ہے کہ ہمارے علی رضی اللہ عنہ وسلم کا  
 ساتھ نہیں تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ماہ دہری روایت کی کتاب ترمذی میں ہے  
 مگر ان کے ساتھ پھر وہ کہہ کر اس کو باطل ہی گئے ہیں اور اصل کافی میں ہے جنہوں نے حضرت  
 کے نام سے لے دیکھا اور تصدیق ثبت قرآنی اور قرآن مجید کا یہ بیعت نامہ کہ کتاب ہمارے  
 حضور کے لئے کافی ہے اور اس کتاب سے پہلے یا بعد از اس میں کوئی حق نہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ  
 علیہ السلام کا ساتھ تھا اور ہم نے یہ کہا ہے کہ اصل میں یہ ہونے کا مسئلہ نہیں کا ہے، اگر وہ  
 ہونے کی صحیح روایات موجود ہوتیں اور ہر نام میں ان کو ان کی اہمیت کے لئے تو ہم ضرور  
 ہوتے، لیکن یہ ہونے کی صحیح روایت کی موجودگی نہ ہم پہلے ہم کیا؟ ہم تو یہی کہتے ہیں کہ  
 اگر ہمارے ساتھ نہیں ہیں، اور صحیح حدیث کی مخالفت کو ان سلطان گواہ کرتے ہیں؟  
 اور جو کہ جادو مثل تھا پھر سے ہے جو قرآن کریم میں جابجا مذکور ہے اور ساتھ ہونے کی  
 صحیح اور صحیح احادیث سے ہے، اس لئے ہم یہی کہتے ہیں کہ تمام مسلمانوں کا عقیدہ یہی ہے  
 ہے کہ آپ کا ساتھ تھا اور ان حضرات تک یہ صحیح روایات نہیں ہیں، اور سند میں کوئی  
 کو علم پہنچا دے کہ صحیح سند ہونگے ہیں۔ ۹



بشریہ مع سراج خط و غلب کہند اگر آپ کا اور چاند کی راہی چاہیے  
 حضور علیٰ ضرور سراج ۔  
 یہ بات نقل گوشت کے بعد لگتی ہیں۔

عمر تھائی وہاں اہل اصول ملا میں تقریر فرماتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے تھا میں دعوہ یا چاندی میں چلتے تو آپ کا سایہ دکھائی دیتا، قرآن مجید شریف میں اہل  
 حق ملا میں یہی کہہ رہے تھے کہ ہم جو حق پر فرماتے ہیں کہہ رہے ہیں ہاں ان لوگوں کی طرف  
 سے اس میں بھی اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ اگر حق ہے تو آپ کو بھی معلوم ہو جائے کہ حق  
 تو آپ کا اور سب سے بڑا غلبہ دیا اور کہیں چاندی میں کھڑے ہوئے، اگر چاہے آپ کا کہنا  
 دیا ہی چاندی میں علیہ السلام کا سایہ نہ تھا اور اس میں بیٹھے تھے وہاں سے اور اس کو حق فرماتا  
 ہے شامی نقل کیا کہ آپ کے گلے پر سایہ نہ تھا د چاندی میں دعوہ میں اور سایہ ہونے  
 کی وجہ سے کہ آپ کا سایہ وہ حقیت میں آپ کی مثال کے مرتبہ کہ ہے ہر حق پر گوشت سے  
 محفوظ رہا جائے گا گند و ناخن اور قدر میں کے نیچے واقع ہونے سے محفوظ رکھنے کے لیے یہاں  
 ہے کہ سایہ تاریک اور ظلم ہے اور اس کے لیے غلبہ ہر ایک سے اور حق علیہ السلام کو نور میں  
 رہا آپ کا سایہ کس طرح محفوظ رہا اس لیے کہ شمس و قمر تو آپ کے نور سے گزرتے ہوئے اور  
 آپ کے سب سے نور میں آتے ہیں آپ کے سب سے حق کی مدد میں کس طرح آپ کی  
 ہے اہل کہ آپ کا سایہ ہر ایک کو ہر چیز کا محفوظ رہا جس کے لیے سائر نہیں ہو سکتا، اگر  
 یہ گناہ سے محفوظ نہ ہو سکتا، تو ہر حق میں ہے ہر آپ کے لیے سایہ کی نگہ بڑا، تو  
 اس کے حساب میں ہم کہیں گے کہ آپ کی بشریت عام بشریت کی طرح نہیں ہے بلکہ وقت  
 بہت ہے اگر عام بشریت کی طرح نہیں ہے بلکہ انہی انہی انہی آپ باوجود بشریت کے  
 نور میں اس لیے آپ نور سے محروم ہوئے شیخ مفتح نے طرہ ہر حق میں کہا کہ صریح  
 میں ہے کہ آپ نے فرمایا اسے طرہ ہر حق میں ہر حق میں ہر حق میں ہر حق میں ہر حق میں  
 حق میں نے سب سے پہلے یہاں لکھا، وہ میرا نور تھا میں میرے نور کے اللہ کو چھو گیا اور

کائنات داخل ہو رہی رہا نہیں پہلا سا پیر میرا نور تھا اور مجھے اس پر قرینیں اسے غرض جانتے  
 قرینیں کوئی بھڑی؟ میں وہ چہرہ کر اٹھانے غرض کو میرے دوست سے پیدا کیا اور گری و دلور  
 کم کو میرے دوست سے پیدا کیا اور آنکھوں کے نور کو میرے دوست سے پیدا کیا اور عقل ہر دکان  
 کے سونے میں ہے اور وہ بھی میرے دوست سے پیدا کی اور معرفت جو مخلوق کو نہیں میں ہے ۱۱  
 کی میرے دوست سے پیدا کی اور مجھے اس پر قرینیں اقام میں تمام اقار و انوار کا منور کے نور  
 سے پیدا کیا گیا، انہا سب حضور علیہ السلام کے نور کی فرج میں رہا آپ کا نور سب کے لیے  
 اصل ہے اور فرج کا اصل کے ساتھ ہے، ہر کتابت اور ہر دیکھنے والی عقل میں ہر فرج کے  
 مکمل فی عقل جانتے ہیں اور اصل کے لیے اس کا انکار کرتے ہیں، سیدی، دوسرا قرینے میں

تھا، ملاحظہ

نور انہا کے گلاب و عقلی گلاب کا سایہ نہ رہا، جمود و سلفوں کا مفقودیت، اصل  
 گلاب | یہ انہا اور دعویٰ ہے۔ اس لیے کہ ہمیں بھی عاویث سے آپ کا سایہ ثابت ہے  
 ان میں اصابت کو چھوڑ کر جو سلفی کب جلی اور ہے ثبوت و حیات پر توجہ نہ کر سکتے  
 ہیں، ہم نے تجرید میں منہ و کھنک منہ سے آپ کے سایہ کے ثبوت کی روایت عقل کر کے  
 حاکم اور تاقیہ، دعویٰ انہا پر ہی کی تصحیح ہی عقل کر دی ہے اور اسی طرح ثبوت ہی سہ  
 دوسرا اور راجع الزمات سے ہی روایت عقل کر سکتا ہے کہ منہ کے دعویٰ انہا کی قرین ہی  
 عقل ہی جلی کر دی ہے۔

لیجئے انہا کی ایک روایت کے الفاظ ہیں ہیں۔

نور انہا عقلات انہا کے کہ حضرت وینٹ کے آپ کا سایہ دیکھ  
 عقلی و عقلی و عابد عقلی عقلی سونہ نور کے گیس کرے کو مروت کا سایہ ہے  
 عقلی انہا عقلی و سلف و عقلی اور انہا عقلی و علم کو میرے  
 عقلی عقلی انہا عقلی و سلف یاں کہنے ہیں استغنی آپ کا نور  
 الحدیث، (عقلی انہا عقلی و سلف) داخل ہو گئے۔

اہم پہنچی فرماتے ہیں کہ

رواہ احمد و غیرہ صحیحہ اس روایت کو امام احمد نے روایت کیا ہے  
 ورویٰ لها ابو داؤد و ترمذی اور اس میں کئی کئی ہیں امام ابو داؤد و ترمذی  
 و سمریہ علیہا الحد و ترمذی نے انکی روایت کی ہے اور کسی نے ان  
 رجالہ ثقات رجالہ صحیحہ کی تصویف نہیں کی اور انکی روایت نہیں  
 اور دوسری روایت کے سرکاری الفاظ ہیں۔

اور اہل تہذیب قد قبل الحدیث ایک ایک انہوں نے آپ کے ساتھ کر کے  
 رجب المرجب و ترمذی صحیحہ صحیحہ و ترمذی  
 اور اہل تہذیب اس کے بارے میں فرماتے ہیں کہ

رواہ الطبرانی فی التوحید و غیرہ اس کو طبرانی نے ترمذی و سمریہ  
 صحیحہ ورویٰ لها ابو داؤد و ترمذی کہتے ہیں اور اس میں کئی کئی ہیں امام احمد  
 و سمریہ علیہا الحد و ترمذی نے انکی روایت کی ہے اور کسی نے ان  
 رجالہ ثقات رجالہ صحیحہ کی تصویف نہیں کی اور انکی روایت نہیں  
 اور دوسری روایت کے سرکاری الفاظ ہیں۔

ابو داؤد و ترمذی اس میں روایات کو لکھتے ہیں کہ انکی روایت کی ہے امام احمد  
 ہی موجود نہیں ہے اور انکی روایات کی تائید میں انکی روایت کی ہے امام احمد  
 اور انکی روایات کے باب میں کئی کئی ہیں انکی روایت کی ہے امام احمد  
 ہے جس میں یہ الفاظ بھی ہیں۔

تورجانی فی التوحید و غیرہ اس کو ترمذی نے ترمذی و سمریہ  
 صحیحہ ورویٰ لها ابو داؤد و ترمذی کہتے ہیں اور اس میں کئی کئی ہیں امام احمد  
 من القند فی التوحید و غیرہ اس کو ترمذی نے ترمذی و سمریہ  
 فی التوحید و غیرہ اس کو ترمذی نے ترمذی و سمریہ



[illegible][illegible]

ہی ... روایت جو توفیق خدا کے فضل کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سہ ماہہ ذکر  
سورۃ میں دیکھائی دیتا تھا اور وہ چاندی کی تختہ شیشی میں اس پر ماحول کو بکھڑے ہو چکی ہے کہ اس  
کی سند میں مہدائز قاری تھیں اور حضرت اداوی ہے جو کتاب بعد و ضار ہے۔ ایسی روایت ہے بل  
کہ کہ شریعت کے کسی علم کی گئی نہ کہ جہاں تک ہے و حیرت ہے کہ توفیق خدا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
کی روایت کا جان پھر اس کے لیے بدوار کام لیتے ہیں ان کی اس کی منشاء و اصل اور ان کی کتاب  
اسماء الزہری سے نقل کی گئی ہے۔ فقہاء کا یہ دور و سر پہاڑ ہیں۔ ان کا علمی اور اخلاقی فرقہ  
ہے کہ اپنے علمی فیصلے اور پندری سے اس روایت کی ضد نکالیں اور روایت کی قوتی کریں۔ بعد  
اس سے انہیں فقہاء کی فائدہ نہیں۔ اسی طرح ان کا بار بار ان کی عبادات نقل کرنا کہ غلطی غلطی  
ہی کہ آپ کا سہ ماہہ تھا اور غلط نقل کرتے ہیں کہ آپ کا سہ ماہہ تھا ان کا نقل ہے جو بہت بڑا  
مختلف انہوں نے اگر دس دہائیوں کے نام سے کہ ان کی عبادات اس خصوص پر نقل کی ہیں کہ آپ  
کا سہ ماہہ تھا تو ہم کہتے ہیں کہ اگر وہ کہتے ہیں کہ دس دہائیوں کی عبادات ہیں وہی کہہ رہی  
تو اس سے کچھ نہیں بننا کیونکہ سند مزبور اور صحیح روایت کے خلاف ہیں دس دہائیوں کا وہی نام  
بلکہ دس ادب و کرب حضرت کی بات ہی کوئی وقت نہیں کہیں کیونکہ علمی کا بدلہ ہے  
نقل اور وہ قدر و حرکات اور سبب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حال کہ آپ کا سہ ماہہ اس  
بعد تھا کہ آپ نے اپنے اور غرض و اثر آپ کے فائدے کوئی ہوئے ہیں۔ پھر آپ کے سبب  
سے ان کی بددلی کہ اگر سبب ملتی ہے اور اس کے آپ کا سہ ماہہ تھا۔ اگر تو میں کہنے لگے اور  
گندی انہیں کہنے والی ہوئے سے اختلاف ہے اور یہ کہ سبب تاریخی کا مستحکم ہے اور آپ تو ظہیر  
ہیں و جنہ و جنہ تو یہ سبب ہے ورنہ اور بے جا دلیلی ہیں اور انہوں نے کہ سبب تاریخی کا اعتبار  
ہے کہ آپ کا سہ ماہہ کہتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ یہی صحیح صوفیانا طرز و خود ساختہ ہے کیا حیثیت  
رکھتی ہیں؟ وراثتاً آپ ہی کہتی ہیں اور یہی وہ معنی ہے کہ میں نہیں تو معنی خود ہے معنی خود  
کے انہوں نے کہا کہ انہوں نے نقل ہے وراثتاً خود و مرثیہ میں ہوتا ہے اصل کا ہوتا ہے کہ آپ  
کا سہ ماہہ آپ کے فضل و عطا اور وہی مہدائز کی طرح ہے اور وہی مرثیہ کہ کہ مرثیہ وراثت





قادی جیسی کچھ گریح احادیث سے آپ کا سلیقہ ثابت ہے اور اسی کے مطابق ہی کوئی روایت  
نقل ثابت ہی نہیں، پھر ایسی بدعت و روایات کا کیا اعتقاد؟ اور اگر کسی کو تسلیم ہی کر لیا جائے  
تو بھی اس سے نزاکت مذکور کو کچھ فائدہ نہیں کیونکہ آپ کا ذکر یعنی مدح و مذکور ہائی نقلی ہونے  
کی وجہ سے اصل ہے، اگر یہ سنوئی روایت ہے جس سے قرطبہ و لاہور میں حضرت بیہوش ہوئے وہ ذکر  
جتنی قدر کئے وہ ثابت اور نقلی غلط ہے۔ وہ ایک روایت ہے کہ گریح احادیث کا انکار ہے روایات  
کو کہنے آپ کے ساتھ کی گئی کہتی ہیں اور غیر رسوم اقوال کو ترجیح دیتے ہیں۔

## دلیل نمبر ۱۲ | امام اجل امیر بیرونی و لغوی مشہور لکھتے ہیں کہ

اخرج الحاكم في مستدركه عن	عمر بن عبد الرحمن بن قيس
طريق عبد الرحمن بن قيس	عن طريق عبد الملك بن داود
عن حذيفة بن عبد الله	عن ابي الحسن بن داود
عن عبد الله بن الوليد	عن ابي عبد الله محمد بن اسحق
عن حذيفة بن عبد الله	عن ابي عبد الله محمد بن اسحق
عن حذيفة بن عبد الله	عن ابي عبد الله محمد بن اسحق

عن حذيفة بن عبد الله بن قيس

عن حذيفة بن عبد الله بن قيس

عن حذيفة بن عبد الله بن قيس

اس روایت سے ثابت ہے کہ اگر حضرت علیؑ مدظلہ العالی کا ساتھ نہ تھا اور جب ساتھ  
نہ تھا تو معاذ اللہ آپ بشر بھی نہ تھے؟

ابن ابی اسحاق قاضی، محدث ہیں جسے اللہ تعالیٰ اس لیے اس کی سند میں عباد الرحمن  
آجکے اب اس کو حذیفہ بن ابی اسحاق سے روایت ہے کہ عباد الرحمن میں سے ہیں اس کو مجاہد  
مجاہد بن عبد بن حذیفہ بن قیس کہ اس کی روایت ضعیف ہے اور وہ اس کی روایت ضعیف  
ہوئے نام و نسب اس کو کہہ لیں کہ اس کی روایت ضعیف ہے کہ وہ صاحب حدیث

ہے۔ ہم پہلی قرآن کے کردہ عملی صورتیں، بنا کر لکھا تھا۔ ممکن ہے نسخہ الحدیث، (نام انکی لکھنے  
 میں کہ وہ مشرک الحدیث ہے اور نام سوائی قرآن کے ہیں) کہ وہ ضمیمہ تھا، تاہم یہ بخیر بخیر اور  
 صلیح و مثلاً)

یہ تمام برقی کتابت عاقلہ این بحر مستحالی کے تشریب التدریب میں نقل کیے ہیں اور پانچ  
 کتاب ہے کہ محدث ہیں۔ حدیث قرآن کے ہیں کہ ان کی اکثر حدیث میں شکات ہے ان کی متابعت  
 نہیں کی اور نام بری کتا قرآن کے ہیں کہ وہ تدریب التدریب ہے اور نام تدریب التدریب میں  
 وہ لکھی ہے۔ تدریب التدریب جلد صلیح، و گائی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی قرآن کے ہیں کہ

ذکر الحدیث و تدریب التدریب ————— ہرم تدریسی لکھ و حدیث اپنی کتاب  
 تدریس الرسول عن عبد الرحمن ————— تدریس رسولی عبد الرحمن بن عباس کے  
 بن عباس و ابو مطعون ————— قرآن سے ذکر ہے ابو عبد الرحمن مطعون  
 عبد الملک بن عبد اللہ ————— ہے اور اس کے عبد الملک بن عبد اللہ  
 بن العابد و ابو عجلول ————— بن العابد سے حدیث کی ہے اور نام  
 و صحران اور ————— ہے اور اس کے نام ہیں حدیث کی

و مشرک الحدیث و مشرک الحدیث صلیح صلیح ————— ہے نام

نورس کڑی میں کتاب اور حدیث و نام کے ساتھ ایک کمرل وادی میں شریک ہو گیا ہے  
 و گائی رکون آگئی ہیں اور نام کی پڑ و راست جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث  
 و صلاحت جس ہے کوئی علی اور قرآنی مشرک ہو تا تو پھر ساتھ ہوتا تھا، اگر بات متبرک کی ہے  
 اندازہ عاقلہ میں انھوں نے تدریب التدریب کے تدریب میں لکھی ہے صلیح و حدیث کہ  
 کوئی نہیں کہتا ہے ؟ اور ان پر دین کی تدریب کی کہ انکی ہاتھ ہے اور انھوں کی بات ہے  
 کہ خود نام سوائی و دوسرے تمام پر اب انھوں کی تدریب و حدیث کے ہاتھ میں لکھے ہیں کتاب  
 و نام و اصل حدیث و تدریب التدریب و حدیث التدریب و حدیث التدریب و حدیث التدریب  
 تدریس رسول کی ہے جس کے صلیح و حدیث التدریب و حدیث التدریب و حدیث التدریب و حدیث التدریب

شاہ عبدالغنی صاحب مکتوبات دہلوی فرماتے ہیں کہ  
 نوادر اسماعیل اکثر مکتوبات پر مستتر وارد ہیں نوادر اسماعیل کی اکثر روایات صحیح  
 (ابن ابی الحدادین مثلاً) مستتر ہیں۔

**الاعتراض** | پہلی جگہ سارے دوسرے کا خلاصہ اور اہل سنت کے نزدیک غلط ہے کہ آپ  
 کا سامنا بہت نہیں اور یہ ایک حق مجدد ہے جس کے اثبات کے لیے کافی  
 تفسیر کافی ہے لیکن مولوی سرسبز از صاحب نے اس پر اپنی مکتب کی طرف سے جو یہ اعتراض پیش  
 ہے کہ جب سارے دنیا کو آپ بطریقِ دستِ علیٰ علیہ السلام اور کتبِ خاص کی روایتی مثال  
 جہ اہل سنت کی کتاب میں ہی علیہ السلام کی بشریت کے ثبوت کی جتنی کتب کے ساتھ جو یہ ہے  
 ہم پہلے صفحات میں صدر الاعتراض کا کلام نقل کر چکے ہیں ثبوتِ وجودِ نبی کی طرف سے علیہ السلام  
 کو عام بشریت کے زائل ہونا اہل سنت کا عقیدہ نہیں ہم آپ کی بشریت کو بے شکل اور ہتھکڑ  
 کلمات کے اعتبار سے متعین نہیں دیکھتے کہ عقیدہ ہستی و ذاتی رہا اگر کہ جب بشریت  
 مان لی تو سارے ہی ہتھکڑا ہوا اور جملہ کے سوا کچھ نہیں کہ یہ کتب آپ کی بشریت کو عام انسانوں  
 کی بشریت پر قیاس نہیں کیا ہاں سب کا اگر قیاس لے لے کہ آپ کی خاصیت مقتدر بشریت کے خلاف  
 ساتھ گواہیت ہی کامل ترین جائے ہے اور نوادر کا سارے نہیں جتنا آیا اس لیے کہ سارے اس  
 جگہ کی تاریخ کے ساتھ ہی جو کسی ہم کیفیت کے لکھی گئی ہیں وہی قابل ہونے کے جو سے قابل ہوا اور  
 علیہ السلام کی بشریت کائنات سے منسوب ہے اور اس درجہ لطافت میں ہے کہ فوس کے لیے  
 صاحب نہیں آ سکتی، حتیٰ کہ ہر ایک سارے کی کہ جب ہر سرسبز از صاحب نے ذکر کیا کہ روایت کو  
 نقل کرنے کے بعد کہ ہے کہ قابل احتجاج نہیں۔ الجواب وہاں اس نوعیت روایت کو اپنے اختیار  
 کے اثبات میں نہ لے سکتے ہیں بلکہ اس کے لیے کہ یہ سید و پیغمبر کی طرف سے روایت کی جیسے ہیں کہ  
 اس باب میں یقیناً اس روایت کا اعتبار کیا جائے گا تاہم یہاں اس حدیث اور روایت کے ساتھ اس  
 کی تائید امر بطریقِ علیہ السلام کی گواہیت قرآن سے ثابت ہے اور نوادر کا ساتھ ہونا لازم  
 ہے نہیں تاہم کے درجہ میں اس روایت کا اعتبار کسی حدیث کا ماحول نہیں لے گا آپ کا ساتھ نہ

ہو نام انت کا تخریج افعال مند ہے اور تعلق بالقبول کو بھی با تخریج فی سلب و ایجاب سے  
 شمار کیا ہے۔ اور انہی امور میں سے اس کو کہیں میں اس حدیث کو ذکر کر کے اس کا ثبوت  
 ہم پہنچا دیا ہے کہ ان کے نزدیک حدیث کا کلی تعلیم یا تخریج ہے اور ان حدیث میں امام  
 سیوطی کا جو مقام ہے وہ اپنے چارے سب تعلیم کر کے ہیں۔ لکن اگر آپ کو اس حدیث  
 سے عدالتی غلطی ہے کہ چیلے یہ دوسری الفاظ سے جو روایت ہم ابھی حدیث کی تفسیر میں کر چکے  
 ہیں ان سے کہہ دیجئے اور اگر اس پر بھی تامل ہو تو تفسیر و تکرار علی احسن احوال میں جہاں جہاں مسئلہ پر حضرت  
 عثمان کی حدیث ہے، ان سے کہ فرمادہ کہ یہ سب اللہ تعالیٰ نے آپ کا سایہ زمین پر دالی  
 نہیں کیا تا کہ کہیں کوئی شخص آپ کے سایہ پر اپنا قدم نہ رکھ دے۔ یہ کوئی ذکر ان کا قول نہیں  
 ہے کہ آپ کسی میں کی بارہ راست و سلی کوں سلی اللہ علیہ وسلم سے خاصیت نہیں اور نہ  
 منزل و جہد کے اختیار میں متحول نہیں، یہ حضرت عثمان کا قول ہے جو سطر حضرت رسول اللہ  
 کے مجلس تھے میں سے کسی نے ان کا علیہ اسماں کا نام ہے اور اس میں اس کا لازم کوں مجاہد تھے  
 یہ تعلیم یعنی کی تھی ہے و لیکن علم عثمان میں کا قول ہی کا قول ہی حدیث ہے اور ہر دو کی  
 بارہ و ہر دو میں تھی جو کہ تفسیر سے غلط فہم ہو چکا ہے اور اگر حضرت عثمان کو بھی آپ کے  
 ان خیرات حاصل ہو کر مولیٰ و شیعہ و مکرر سید و پیغمبر کے انعام دارا اس کو عطا ہو  
 گئے ہیں، تو ان سے ثابت ہے کہ ان حضرت سلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں کہنے تھے اور ظاہر  
 ہے کہ ان کے ساتھ تمام کام کا سایہ جو کہ ہے حضرت عثمان آپ کے ہاں متحول دوسری نکال  
 دیا کہ سزا بہر حال آپ کے ہاں رہتا ہے آپ فرماتے کیا خیال ہے، تو ان سے جو مسئلہ  
 ثابت ہو و تعلق ہوتا ہے و تعلق ۹ کی کوں ہر ایک علم چکا ہم اس مسئلہ کو ان میں کے وہ ہیں  
 ان میں کا فر شریک اور تعلق تمام میں اور آپ کے ہر زبان سے ثابت ہے ثابت اور  
 یقین کے وہ ہیں انہی، پھر شیخ کے شیخ جو چیز شرک و بدعت پر انگری ہر سزا سے کچھ کوہید  
 سنت یا روایت ہے، وہ کوں ما منہر ہے میں کمال سے آپ اپنے مولیوں کو شرک اور بدعت  
 کے خلاف سے کچھ کہتے ہیں، یہ وہ اپنے اہل و ربان کی جماعت چھوٹ چکے آپ کے ہاں وہ

کتاب بند ہوگی یہ الفاظ اسب علیہ فی شرح عثمانی میں ص ۲ پر ہے اسی لفظ کا کثرت اس میں ہوتی  
 کی ایک روایت میں ہے کہ آپ کا یہ دھندلکا تھا کہ اس پر ہے اسی لفظ کا کثرت اس میں ہوتی  
 کے اس میں ہوتا ہے روایت کی کہ کئی جلیل القام کا یہ دھندلکا تھا کہ اس پر ہے اسی لفظ کا کثرت اس میں ہوتی  
 ہوتے اگرچہ اس کی روایت پر آپ کا یہ دھندلکا تھا کہ اس پر ہے اسی لفظ کا کثرت اس میں ہوتی  
 کی اصل کو یہ حدیث منقول ہے اور روایت کر کے دے ہے اسی لفظ کا کثرت اس میں ہوتی  
 ابھی پہلی حدیث کو موضوع بنا ڈالنے میں ہیں لیکن کی روایت میں ترمذی کا اضافہ کے سوا کچھ نہیں  
 مولیٰ سرخوردہ صاحب کی خیانت اور گروہ کی وجہ سے کائنات کا ہوا اسی امر سے باہر کی یہ کہا سکتا ہے  
 کہ انہوں نے پہلی سنت کے ساتھ کی دہلی حدیث نہ لکھی کہ غریبوں کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 کمال لفظی نقل پر اپنی طویل مدتی کا مجدد نقل نہیں چلتی دوسری کریم کرم کو کہنے کا انہوں نے روایت  
 زعم میں خوب ہندوؤں کا لگا اس سے قائل تھے کہ یہ دعوائی خود اس کا لفظ ہی ہے یہ دوسری حدیث  
 صلی اللہ علیہ وسلم اس پر آپ کے ہاتھ کے دس پر لکھی کا یہ واقعہ انہوں نے فرمایا تھا وہ اپنے  
 نام نہ نہ انہوں نے یہ کہ اپنی کتاب کی طرف اشارہ کیا ہے اس میں اس کی کتاب شریفہ لکھا  
 یہ عرض ہے میں کہ وہ لکھتا ہے کہ آپ کا چاند سرور میں صلیہ بنی کا تھا اس میں دس لیے  
 ہے کہ آپ خود میں اسباب علیہ تھا اپنی بیہوشی کا مظاہر اس کی شریعت میں لکھتے ہیں اپنی  
 آپ کے بعد شریعت علیہ کا یہ دھندلکا تھا اس لیے کہ انہوں نے طبیعت انکار و مہر ہے کہ آپ  
 کی بیخبر کائنات سے غور و فکر کا نتیجہ کے اس وجہ میں اپنی کہ روایت کے لیے ماہر ہندو  
 علی، اپنی کہ ایک ماہر کا موجب ہوا ہی ہو ہے اس کے پہلی کہ فرماتے ہیں اس کو ان میں ہوتی  
 صاحب کتاب اوفات کے دن ہوائی سے روایت کیا کہ آپ کا سایہ نہ تھا اپنی تمام کا یہ مظاہر  
 نقلی نقل کی بناء حدیث میں ہوائی پر کہ ہے ابھی مولیٰ سرخوردہ صاحب نے اس حدیث کو کچھ  
 کہ اس مسئلہ کو مدبر نے لکھی پر اپنی فکر و فکر اگر ہی روایت کے کائنات کا یہ دھندلکا تھا اس لیے کہ انہوں نے  
 حضرت اہل بیت کے لکھی انما علیہ لکھی میں اس کے نقل لکھا کہ ان کی شریعت میں طالع کی قدرتی  
 شرح میں لکھا کہ میں غریبوں کا یہ دھندلکا تھا اس لیے کہ انہوں نے طبیعت انکار و مہر ہے کہ آپ



پھر اس کو بعض افراد اور کذب خاص کی بدکاریوں مثلاً قرار دینا اپنی خاص حیالت تھی اپنی ہیئت  
و حرکی کا اثبات دینا ہے، اہل غفلت خدا کو کاہکنا کہ وہ خود ہی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
کی بشریت کے حامل ہوتے ہیں اور ہم آپ کی بشریت کو بے دخل اور اوجاف و  
کھالت کے لحاظ سے مٹنے کا طریقہ راستے میں بہ نادر عقل دیکھیں ہے ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ انسان  
و حواہی اوجاف و کھالت و طیرانی آپ کی ذات میں بعد اٹھل ہے اور آپ افضل البشر  
ہیں ان خصوص میں آپ کا کوئی قیل اور نکیر نہیں، لیکن انفس بشریت سے اولیاء ہم بشریت میں ہیں  
میان ہونا ہی دلائل کھالت ہے اس میں آپ قرآن کریم کی غلطی آیات کے علم سے تھا، انا البشر  
نقلیم ہیں اس میں ایک دن کا شک نہیں ہے وہی مٹنے سے بیکرا جبر کثرت غلب ہے مگر اس سے  
مراویں جت کہہ کر آپ کی عقل اور نکیر کج گم پڑا ہوئی اور دنیا فیہ مستحیبا ہو گئی تو ہمارا اس پر  
معاذ ہے اور اس میں ہی حکم و اقبال لائے فرمایا جت کہ ہے

لکھ صاحب علی ہے خدا کی کتاب یہ اور سزا ہے وہاں ہی بد و کھال آئینہ سزا  
اور اگر مراد ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عقل اور نکیر سے کیا ہے  
تو اس کو اس پر نقد سزا حاصل ہو یہاں ہی حاکم کا حنیفہ کو ہے لیکن اہل غفلت کا نہیں  
یوں کہ وہ اس پر کمال عقول رکھتے ہیں کہ

وہی مٹنے عقلی عقلی شہی قلوبی

۱۴۔ جب آپ کی بشریت خاص تعلیمت ثابت ہے کہ ذات اولیاء آپ کی بشریت اور اولیاء  
غفلت مذکور بھی ان کے لحاظ سے آپ کو بشر نام کر چکے ہیں اور کہتے ہیں اور تو آپ کی صفت  
ہے تو میں کتاب کے لیے ہوا تھا و خدا ثابت ہے کہ اگر بشریت کے کذا نام میں ہے  
اور صلیح اوجاف سے ثابت ہے اس کا انکار نہاد و جمل کے سوا اللہ کہ نہیں۔

۱۵۔ آپ کا جسم جنگ اپنی ظاہری اور اپنی جہانی اور دنیاوی غلبی اور کمال کی وجہ سے نہ  
صرف یہ کہ اللہ ہی تھا کہ غفلت میں تھا لیکن آپ کا جسم انسانی ہوا یہاں تھا جو جس کو لکھ  
دانا میں لکھ نہیں اور ذات کے وجود کو دیکھو نظر نہیں آئے۔ جب آپ کا جسم ہار کمال





اعتبار ہے لیکن صرف نصیحت حدیثوں میں نہ کہ نری عملی اور مخرج حدیثوں میں اور یہاں کہ غلطی بھی پیش آجکتی اس وجہ سے کہ پانچوں ترویج کی گئی۔

۱۹) علامہ حضرت امام سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ اگرچہ عالم گزرتا ہے لیکن ذوق و انہجیت و تہذیب میں بگاڑ ہے اور دلائل و دلائل کے کتاب خاص لکھنے والوں میں محنت کا التزام کیا ہے کہ اگر کسی طریق حدیث کی محنت اور تہذیب کا مستحکم نہیں ہے اپنے ہاتھوں کے تمام حدیث و سنت لکھ کر نہیں لکھ سکتے ہیں نہ کہ حدیث کی تصحیح اور تصحیح میں کچھ نہ ہاں کہ تمام ہی پیش ہے ہاں اگر کسی حدیث کی باقاعدہ سند موجود ہو اور اس کے بعد روایت لکھ دیں اور وہ اس کی تصحیح و تحقیق کریں اور وہ سب سے حضرات محدثین کا نام بھی اس حدیث کو لکھیں گے جس کے ہوں اور پھر معاذ خدا ہے۔

امام سیوطیؒ نے خود اپنی کتاب الکافی لکھ کر حدیث کی محنت و محنت کا ایک خاص طریق فرمایا ہے۔ مؤلف فکر و انداز کے حاملین کو یہ بھی نظر رکھنا چاہیے۔ وہ فرماتے ہیں۔

مَنْ مَّا عَرَى الْقِيَمَتِي وَابْنِ

عَدِي وَالْمُطِيبُ الْبُخَارِيُّ دَاوُدَ

عَسَا يَكُونُ وَفِي حَكِيمِ التَّرْمِذِيِّ

وَيُحْكِمُ مَعَاذَ خَيْرٍ هُوَ فَهَرُ

ضَمِيمٌ خِيَسَ قَطْلُ الْعَرِيقِ الْهَرَاوِي

الْقَاتِبِيُّ سَوَّاهُنْ بِلَانِ ضَعُفٍ وَفَتْنِ

مُطَفَّلِهِ - دَعَا مَشَّ السَّخَرَجَانِي الْفَرَّاجَ

مَنْ مَّا عَرَى مَعَاذَ الْهَرِيقِ الْهَرَاوِي

الْمَرْجِيَّاتِ الْغُرِّيَّ الْفَتْنِيَّ

سُكَّرُ مَرْجِي





ہیں مگر آپ نے اپنی ذات پاک کو ایسا پاکیزہ کیا کہ اس میں نہ ہر گھنے اور نہ کمالی سے حضرت  
 علیؑ رضی اللہ عنہ وسلم کو قدر فرمایا اور حضرت امیرؑ سے محبت بہت کہ حضور علیؑ رضی اللہ عنہ وسلم  
 سارے میں دیکھنے والے اور یہ واضح ہے کہ کہہ سکتے ہیں کہ اس واقعہ میں ہر گھنے ہیں۔ اسی طرح آپ  
 نے اپنے پیروکاروں کا ایسا تقصیر فرمایا کہ وہ بھی خود ہر گھنے دیکھنے والے کی حکایات اور غریب و نادار  
 سے کہیں بھری پڑی ہیں اور علیؑ رضی اللہ عنہ وسلم میں کہ انہیں نقل کر کے ضرورت نہیں اور حق تعالیٰ  
 فرمائے ہیں کہ اگر تم میں سے کسی نے ایمان لائے اور اس کا گھر میں سے کسی بیٹے یا غلام ہے اور  
 وہ میری جگہ لٹو ہے کہ اس میں کوئی اور وجہ کہ اپنی ایمان کا فیضان کے واسطے اپنی آنکھ  
 پہنچے ہوگا اور دنیا کی کمینے کے کمینے میں بھی اس لیے ہے کہ وہ ایمان و دلوں کی بات سے صاف قاصر  
 ہے کہ اس طرح ضرورت سے ایمان اور نور و دلوں حاصل ہو سکتے ہیں اور حضور علیؑ رضی اللہ عنہ وسلم  
 نے ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ نے مجھے اپنے نور سے پیدا کیا اور دلوں کو میرے نور سے اور ارشاد  
 فرمایا کہ اسے اس نور سے کچھ بھر کر قلب میں نور کر دے۔ ابکہ فرمایا کہ مجھے سزا دے کہ میں  
 اگر اس کی نفس مصلحتی ہوں کمال پر کار آنحضرت علیؑ رضی اللہ عنہ وسلم ہرگز نہ دعا فرمائے اس  
 لیے کہ کمال چھوڑ سکے بلکہ دعا کر کے باطنی اخراج ہے نیز حضرت امیرؑ رضی اللہ عنہ وسلم  
 کو فرمایا کہ اسی لیے کہنے میں کہ آپ سے کئی بار نور کی کھانگی اور بہت سے غلام اور غلامے ملا کر  
 شہداء کے حصار سے نور فرمایا کہ ایک ہے یہ نور ہی کے تار کے نفس کا ہے جب نفس کا کام بلند ہو  
 جاتا ہے تو اس کا نور بدن میں سرایت کر جاتا ہے اور وہ جوتے ہوئے بدن کی طبیعت اور اخراج  
 ہی میں جاتا ہے۔ اس کے بعد اگر نفس بدن سے جدا ہو جائے، پھر بھی وہ ہم انور کا منبع اور نور  
 ہی جاتا ہے جس طرح زندگی کی حالت میں تھا۔ اقلیٰ و کثرت مسک و مرقہ و مرقہ میں کتب خانہ  
 حضرت امیرؑ رضی اللہ عنہ وسلم، یہ غرضی اعتبار سے ہم نے صرف اس لیے نقل کیا ہے کہ اس سے یہ بات  
 بالکل واضح سے واضح تر ہو جائے کہ میں حضرت امیرؑ رضی اللہ عنہ وسلم آنحضرت علیؑ رضی اللہ عنہ وسلم اور  
 آپ کے پیروکاروں کو نور فرماتے ہیں۔ وہ جتنی نور نہیں بلکہ معنی یہ ہے جو نور کے نفس نصیب  
 نفس کی پاکیزگی اور اخراج ضرورت سے حاصل ہو سکتے ہیں اور اس سلسلے میں سزا اور ہرگز بھی

انسان، بشر اور انسان کا وہ علم طبعی و عام ہے جس میں درجہ و سلسلہ اس عبادت کے درجہ قرار لگا حضرت  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیروکاروں کا سارے عقائد اور عقیدے تھا تو آپ کا سارے ہی ہوتا ہوا ہے کہ  
کہہ سکتے ہیں کہ یہی اصل حقیقت تھی خود ہر گز نہیں تھے اور اس لحاظ سے سلسلہ سے سلسلہ کی  
تکلیف اور کدورت کا سارے ہو سکتا ہے جو انتہا پر غریب اور کئی نفس امارت کی پاکیزگی کی  
وجہ سے سب سے پہلے ہوتا ہے اور وہی پیروکاروں کو خداوند فرستے ہیں، اسی کے سلسلہ کی  
نہی کر چکے ہیں، حالانکہ ایسا شاید نہ ہو کہ ان کے عقائد ہی کی ذمہ داری، ہم نے حضرت  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سلسلہ کی نہی کر کے عقائد کو نہ کافر و مشرک قرار دیا ہے اور نہ ہی  
ہے، یہ نہایت فکر کے فیصلے ہیں کہ حق ہے کہ تمام عقائد پر حضرت کے عقائد کے لیے ہے  
اور ان عقائد پر ہر طرف غور کر سکتے ہیں اور خدا تعالیٰ کو ہم مانگے تو پہلے اپنے عقائد پر  
کی پرہیز کرتے تھے اور اب کہتے ہیں یہ کمال صحت آپ دیکھیں کہ اس کے عقائد و عقائد  
کو دیکھنا نہ سکتا تھا کہ ہا میں کفر، علیہ السلام کی تائید کا کوئی پہلو نہیں ہے جس سے دیکھتے ہیں  
آپ کا عقیدہ سراسر ہے۔

۱۴۔ مناسب معلوم ہے کہ اب ان عقائد پر غور فرمائیے جو عقائد اصل عقائد ہیں۔ عقائد  
اور انہیں پر ہی عقائد سے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سلسلہ سے جو عقائد کے عقائد  
کہہ سکتے ہیں، ان کا مناسب ہر طرف سے ہی ہے کہ سلسلہ کی عبادت کہ عبادت کے  
نقل کی اور اس کا عقیدہ کیا گیا اور دوسری طرف یہ کہ روایات و قرآن و حدیث میں  
عبادت میں آپ کا سلسلہ سے جو عقائد کہہ سکتے ہیں یہاں وہ کہتے ہیں ان بزرگوں نے دیکھا  
ہے، حالانکہ اس عبادت کی کوئی اصل نہیں بلکہ اس کے عقائد یہ کہ دوسری روایات و حدیث  
ہیں کہ انہیں۔

پہلے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سلسلہ سے جو عقائد کہہ سکتے ہیں کہ یہ عقائد  
اور نہایت فکر کے چند بزرگوں کے عقائد کے نقل کیے ہیں کہ آپ کا سلسلہ نہ تھا بلکہ اس کے  
کہ اس کے جو سب سے عقائد کے نقل کریں، مناسب معلوم ہے کہ ان عقائد کے ذکر ہی کا

صحابہ کرام کی بیانات میں عرض کی کہ یہ ہم نے علم اللہ کا اظہار حضرت ابن عباس کی اس روایت کا کہ انہوں نے کہہ دیا تھا کہ وہ نے ذکر کرتے اور بخیر کرتے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور میں تھا۔ اب حضرت امام شافعی سے یہ نقل کیا تھا کہ یہ حدیث مسووح ہے وہی کا اقرار وہاں کیا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ صحابہ کرام کے اصحاب میں سے ہیں اور وہ صحابہ کرام کی ان کو تکذیب بھی حاصل ہے اور وہ خود ہی اپنے مطلق ہیں، اس کا جواب ثواب ملے گا کہ اسے یہ پاس ہے۔

امام شافعی تو بہت بعد کی چیز ہیں، اگر حدیث رسول کے منکرات میں سے کوئی بات بعض اہل حق سے کہیں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و اولادہ اہل باطن کے ساتھ ہیں ان کی باتوں کا بھی کوئی اعتبار نہیں ہو گا ان کو براہ ٹھکے ہے آپ کے لیے امام شافعی کی باتوں کا ہی ہو لیکن ہم اس رسالت کو چھوڑ کر کہاں جائیں؟ اور چاہی کہیں ٹھکے ہیں؟ اور ذکر ابھر میں دوم ص ۱۴۱ نیز لکھتے ہیں امام شافعی کی شخصیت۔ ان کی علمی وسعت اور زہد و تقویٰ اپنی جگہ یہ کام انہوں نے ہی کیا جس سے وہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث صحیح کے ثابت کوئی بات اصل اپنی باتوں سے چلی کر کے گوشتوں کی نہیں ہو گی اور بظہر و صفاً، نیز فرماتے ہیں کہ وہ دیکھے جب کوئی مشہور حدیث صحابہ سے ہو اور اس کے معانی اور احادیث کتاب و سنت میں کوئی نقص نہ ملے ہو اور اسی صورت میں اس حدیث پر عمل کرنا ہی صحیح ہے اور کوئی شخص اپنی جگہ پر کتنا ہی بڑا ہو سکے اور علم ہی کیوں نہ ہو لیکن جب وہ حدیث صحیح کے خلاف کوئی بات اصل اپنی باتوں سے بنا کر لے کر آئے ہو تو صحیح اور صحیح حدیث کے خلاف ہیں اس کی خلاف باتوں کو چھوڑ دینا اور اسے مستحکم ہے۔ ہذا کوئی شخص علم و فضل میں کتنی فانی ہو رہا ہو اور اسے جس بڑے بڑے اور صحیح و اصل ہے کہ قول صحابی یا اگر حدیث رسول کے معانی میں نہ ہو حدیث کے معانی میں اس قول کو چھوڑ دینا چاہیے کہ اس میں حدیث کے خلاف کوئی بات نہ ملے۔ اس بات پر کوئی ہو کہ ان کے خلاف ہے جس میں کسی بڑے بڑے و اثبات کا کیا اعتبار ہو نہ کہ بہت سے علماء و علماء

تاریخ کراچی، ان چند گون کے حوالوں کا صحیح اور صحیح مطبوعہ کے خلاف ہیں اس

سے ہزاروں کی تعداد پہنچا ہے اور کثرتِ شکوہ نے خود اپنے قائلینِ کفر و کفریت کو  
خلیفہ کی سی کیفیت دی۔

جاننے والے اس بات کو بخوبی جانتے ہیں کہ عالم اور فطرت میں بار بار بعض حوادث کی آمد میں قسم کی  
دریافت کو موضوعِ غور و بحث کی غلطی کرتے ہیں مگر ان کی کڑواہش میں یہی سنا دیا جاتا ہے کہ دنیا  
پر حکومت کی کوئی بھی نہیں ملے گی، کسی روایت کو نقل کر دینا ان صورت کے کوسے کوئی دلیل  
اور حجت نہیں ہے۔

پہلی حضرت کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بادل کا سایہ ہر  
وقت رہتا تھا جس کی وجہ سے آپ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا اور چلنے  
کو صحابہ نہیں جاتا۔

پھر یہ کلامِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ  
**ابجواب** سنت و عہد کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بعض روایات حضرت  
صحابہ کرام سے کہتے تھے۔ اگر بادل کا سایہ ہر وقت آپ پر پڑتا تو اس کی ضرورت حضرت صلی اللہ  
کرام صلی اللہ علیہ وسلم پر نہ پڑتی۔ چنانچہ یہ روایت بھی صحیح ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ان کے پیچھے ہی سوا سوا کہیں کیا اور میں بھی عرض  
عزت کے پاس فرما کر چلے گئے تو میں نے ان کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا تھا۔ وہ  
حضرت ابوبکر صلی اللہ علیہ وسلم سے چلے گئے۔

حضرت اصحابِ شمس و سولہ علیہ السلام  
صلی اللہ علیہ وسلم و سولہ علیہ السلام  
جو یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے  
صرف انہی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا۔

میں نے ان کے پیچھے  
میں نے ان کے پیچھے





سارے کرنا خطہ

ایک سال کی طاقت۔

اس کو ختم پر پہنچ کر کام کی گنجائش ہے۔ لیکن جو لوگ آپ کے ہاں شامہ ولی اللہ اور تاج  
محمد علی نے کو بہت اہمیت دی جاتی ہے۔ اسی لیے ان کے دو حوالے سے پیش کر دیے گئے ہیں  
اب نذر اللہ سے دل سے لکھ کر لے گا شامہ ولی اللہ اور تاج محمد علی سے سنت شامہ علی  
محمود کے ایک ماہی کا سونے کی کریمہ ہو گئے۔ ان کا خود ہی رہے۔ اگر وہ چھوڑ دیتے تو آپ  
کا ان کی جہازوں سے لکھا اور شامہ علی کا ہے۔ اس کی کیا وقعت رہ گئی۔ اگر وہ کسی ہے  
تو کیا آپ اپنے اس قابل سے درج کر لیں گے کہ اہل کاسہ کی فوج کا مستند ہے۔

دکتر فیاضیائی ملنے آتا ہے

میں بہت بہت کہ نکات غلط کر رہے ہیں۔ لیکن کا مہتری حاصل نہیں ہے  
**الحجاب** ہم نے یہ نہیں کیا کہ اہل کاسہ سے لے کر اہل کاسہ کے ساتھ سے لے کر اہل کاسہ کے ساتھ سے  
کامی ختم ہو جاتا ہے ہم نے یہ نہیں کیا کہ اہل کاسہ کے ساتھ سے لے کر اہل کاسہ کے ساتھ سے  
کی طاقت میں کی گئی ہے اور یہی ہے کہ آپ کے ساتھ سے لے کر اہل کاسہ کے ساتھ سے  
ہیں ہے اس کے ساتھ عالم مہتری میں ملنے میں اور وہ اولیٰ کر کے ہو رہی۔ ایسا نہیں  
میں وہ طاقت میں ملنے میں ملنے میں ملنے میں ملنے میں ملنے میں ملنے میں ملنے میں  
ہیں۔ چنانچہ کاسہ میں ملنے میں ملنے میں ملنے میں ملنے میں ملنے میں ملنے میں

لوفت و انسی خلفا انا بصاہبہ

قد احدثت منظر فسادا

فیہا جبر و انسی الاحادیث

و جندوی ج ۱ صفحہ ۱۶۹

نوائے کور و لوفت و انسی خلفا انا بصاہبہ

قد احدثت منظر فسادا

فیہا جبر و انسی الاحادیث

سے یہ بات واضح رہے، حلیہ و بیجاقتی ہے کہ آپؐ پر بیضا بادل سایہ نہیں کرتا تھا۔

۱۰۔ حضرت ہاشمؑ فرماتے ہیں کہ ہم آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ تبوک میں شرکت کی تھے، وہاں ہر کے وقت تیل لیا گیا اور میدانی میں بکثرت چھڑیاں تھیں، بغیر انھیں بغیر انھیں تھیں، شہداء واستظل بہما الحدیث (بخاری ج ۱، ص ۱۸۸) آپؐ ایک درخت کے نیچے اسی کے سایہ میں آرام کے لیے آئے۔

۱۱۔ ہجرت کی غریب حدیث میں حضرت ابو بکرؓ کے، عیسیٰؑ کی اور دیگر افراد کی خدمت میں ایک چٹائی پھیلائی، جب ہم ان کے پاس پہنچے۔

وہاں اشعری من ظلی قال لغرضت

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فرقۃ الحدیث، دیکھائی جا رہی تھی، لیے پوچھیں کہا کرتی

تاکہ اس پر کہ اگر بیضا بادل آپؐ پر سایہ کرتا تو پھر اس کا سایہ کلاں کر کے کی اور اس کے سایہ میں آرام کرنے کی ضرورت نہ تھی۔

۱۲۔ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک کے وقت آپؐ ہوائی ایلان ہمدانی تھی وعلیہ لوب قد اقبل بہ الحدیث وھذا، خ مشاہیر ج ۱، ص ۱۸۸، اور آپؐ پر بیضا کا سایہ کیا ہوا تھا، حدیث میں بیضا بادل کے لاکھ سے بائیس کا بھی ہے، غریب کہ اگر بیضا کی حدیث صحیحہ روایت میں ہر کو بائیس کا شمار کرتی ہے کہ بیضا آپؐ پر بادل سایہ نہیں کرتا تھا، اگر بیضا آپؐ کے سونے مبارک کے لیے بادل اُٹھ اُٹھ کر آئے تھے، تو اُنہی کے لیے تو جس آپؐ نہیں غزوہ تبوک کے فرما تھے، وہاں بادل بیضا نہیں دیکھتے اور حضرت امیرؓ اور دیگر حضرات کو اُنہی کے بیضا کی حدیث اور حدیث سے آپؐ کا حضورؐ رکھنے کی یہ حدیث صحیحہ آئی، اُنہی کے آئی، بیضا بادل کو نہ کرنا اور غیر معصوم حضرات کی جگہ سدا قبول اور انوار و علامات ہمدانی کے مبارک کی بنیاد رکھتے ہیں، ان کی کوئی ہی خدمت ہے، ہرے ملک ہم ان حضرات کی عبادت کو قبول کرتے ہیں، لیکن صرف وہاں جہاں کسی تک پر قرنیہ و موت

سے روٹنے نہ پڑے، ہر ماہ کی عیالات سے فرائض و عہدیت کی مزید تقصیر نہ ہو، خیر کے پہلے ہونے پر ہم نے مسدود و مغلطہ ان کی عیالات کو فرائض و عہدیت کے اعتبار میں ہرگز نہیں چینی کیا اور اس کا ہمارے ہمتے ہیں۔

علامہ زہری اگر ہمارے دینی و فرائض و عہدیت کے علم پر آپ کے محققہ حد تک پر بھلے کسی مرتبہ ہر آگاہ تھا تو اس سے یہ کیا نگر نہایت ہوا کہ یہ سارا بیحد بیت صاحب کے مستطوب ہے۔

## باول اور فرشتوں کے سلیکھنے کی مزید آیات اور ان عجوبات

نکیرین کا نام جن ملائکہ سے ظہور ہوا، صیدی صاحب دینی نے استدلال کیے تھے۔  
اس کے بعد اس آیت کو عرض کیے کہ پہلے میں ہم ہیں یہ کہ اور میں آیات عقل کو کہتے ہیں، میں باول اور فرشتوں کے ہونے کا ثبوت ثابت ہے، اور میں یہ کہ خود ہی عقیدہ ہی عرض کرتے ہیں، تاکہ ہم اس پر ہی کمالی اصل حقیقت سے ناکارہ ہو گئیں۔

۱۔ متذکرہ نام و صفت اور صفت میں شام نے ملائکہ کو ایک غوی صوفی ہے میں میں ثابت کہ انکسرت علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب اپنے پیر کا ابو طالب کے ساتھ شام کے سفر میں تھے اور اونٹ چل رہے تھے۔

و علیہ غصا منہ فقلنا لا اله الا انت " کتاب پر بھلے صاحب کے ہمتے تھا۔

۲۔ ہم تمام یونانیوں کی طرف سے اُن تھے وہاں کے انکسرت و صفت، اس حدیث کو علی شریانی صریح کہتے ہیں، لیکن انکسرت علی صلی اللہ علیہ وسلم و اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

ثبات اللہ موضوعاً فیہ صفا " میں کہتے ہیں کہ میں اس کو صوفیہ غوی

باول و تلخیص اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام " میں کہتے ہیں کہ میں اس کا بیان نہ کرنا چاہتا ہوں

اور میں اپنے شامی و روایت محمد بن اسحاق کے حوالے سے نقل کرتے ہیں، اور میں اس کا بیان

اور وہاں ہر دینی تھا، انکسرت علی صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان اس حدیث کے متقابل میں کیجئے اور کہ

کیا ہاں لکھتے ہوا صحیح الکتب بعد کتاب الشرح البخاری میں بخاری بخاری سے بعض کلموں پر  
الطبرانی لکھتے ہیں۔

مؤلف طحاوی نے اپنی کتاب میں علامہ طحاوی نے بادل اور فرشتے کے بارے میں کہنے کی  
روایت اور چاروں طرف سے مانے کہنے کی روایت میں بخاری بخاری میں ہے؛ چنانچہ طحاوی علامہ  
طحاوی نے وہ روایت نقل کی ہے میں میں حضرت ابو بکر کے ہجرت کے سفر میں آپ پر سید گئے  
کا ہم بخاری کے حوالہ سے ذکر کیے ہیں؛ چنانچہ وہ فرماتے ہیں۔

وَمَا أَفْعَدَمَ مِنْ تَطْلِيلِ الْغَنَامِ	کہ اس روایت سے بالکل میں ہے کہ
وَالْمَلَكُ خَلَّاهُ قَبْلَ بَعَثَتِهِ	کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سید
كَمَا هُوَ مَسْرُوحٌ فِي مَوْضِعِهِ	گناہ اور چاروں طرف سے مانے کہنے
فَلَا يَدَانِي مَا هُنَا وَمَا هَبَ الْغَنَامِ	کہ آپ پر بادل اور فرشتے مانے کرتے تھے
مِنْ شَرِّهِ الْقَرْدُ قُلُوبُ الْغَنَامِ	وہ بے خوف تھے اپنے کا واقعہ ہے یہ کہ
	اپنی جگہ وہ سر پر ہے؛ چنانچہ خود اس کے نقلی
	میں شریح القرآن نقل کیا ہے۔

لیکن اس کا نقل کی یہاں بالکل حرج و مرج نہیں ہے؛ اس لیے کہ تعلیق کی حاجت وہاں پیش  
آئی ہے جہاں اند کے لالہ سے دونوں حدیثیں صحیح ہیں اور یہاں ایسا نہیں ہے؛ بلکہ نہ  
بخاری شریف کی روایت بالکل صحیح ہیں اور دوسری حدیث بخاری میں ایک کے حوالہ سے ہے؛  
موجودہ کہتے ہیں اور دوسری میں واقعہ ہی ہے؛ کتاب بخاری بخاری ہے اور دوسری میں بخاری  
اسحاقی ہے؛ کتاب بخاری بخاری ہے؛ اور دوسری میں واقعہ ہی ہے؛ کتاب بخاری بخاری ہے؛  
نہیں ہے؛ اور بخاری شریف کی میں روایت سے بادل کا سایہ گناہیت ہے؛ وہ بخاری بخاری  
صرف ایک مرتبہ ہی ہے؛ ذکر ہمیشہ جب کہ خارج اور اشکات ہمیشہ کے ملے ہیں ہے۔

۱۲۱) جب انحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت عیسیٰ کے پاس تھے تو اس وقت آپ  
کی رہائی میں نے دیکھا کہ انحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بادل مانے کیے تھے؛ چنانچہ

آپ کے بدل میں مقرر ہوئے، جہاں آپ نہ گئے بدل میں لگ گئے، مصلحتاً ہی نہ  
 بلکہ انہیں اس کے اندر داخل ہی ہے، نام بخدا ہی فرماتے ہیں کہ مشترک المصنف ہے، نام ۱۳۸  
 (۱۶) بن گیا، ۱۴۱ میں دیکھو اور ۱۴۲ میں دیکھو، آپ نے اس سے دعوت لے کر دی تھی  
 اور نام ۱۳۸ کے اس کتاب میں کہ جو صریحاً ہے، ۱۴۱ میں لکھا ہے، نام ۱۳۸ میں فرماتے ہیں۔  
 کتب المرقیہ کہ کتاب دیگر ۱۳۸ کو لکھی کی کتابیں عجیب کا پتہ ہیں۔ نام ۱۳۸ میں فرماتے  
 کہ میں نے اس سے بڑا عجیب کتاب اور میں نے دیکھا اور نام ۱۳۸ میں لکھا ہے، فرماتے ہیں کہ ہر دو  
 نو ایک جہلی حدیثیں ہیں، کتاب ہے، دیگر ۱۳۸ اور نام ۱۳۸ کا فرماتے ہیں کہ ہر دو کتاب ہیں  
 اور آخرت میں اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جوئی حدیثیں سننے میں شہود میں ہی ہیں، ایک حدیث  
 بھی ہے، (ایضاً ص ۱۳۸)

(۱۷) آخرت میں اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت خدیجہ کے غلام سہرہ کے ساتھ ہی ام کے ساتھ  
 تھے، تو سہرہ نے دیکھا کہ وہ دھرم کی سنت گری میں وہ فرشتہ آپ پر ماری کچھ ہو گئے ہیں  
 جبکہ آپ اپنے اٹھتے ہوئے تھے، دیکھو کہ انہوں نے اپنی نینم جہاں اللہ تعالیٰ ان کی ساری  
 ہیں، یہی حدیث میں کہ لکھی ہے، دیکھو کہ انہوں نے اپنی نینم جہاں آپ کا پتہ دیکھ کر ہر چاہت۔

(۱۸) کتاب اللہ میں شرح المرقیہ ج ۱ ص ۱۳۸، مباحثات تکونی ج ۱ ص ۱۳۸ میں لکھا ہے  
 ہے کہ حضرت خدیجہ اپنے آخرت میں اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دل دیکھ کر ہر دو دیکھا اور پتہ دیکھا کہ  
 آپ پر وہ فرشتے ماری کچھ ہوئے ہیں، مصلحتاً نام میں لکھا ہے کہ جو فرشتے اللہ کے لکھ کر  
 ہیں اور وہ انہوں نے فرشتہ کی حدیث میں لکھی ہے اور وہ اس وقت تھے اس وقت کے شروع میں  
 فرماتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ والا شرح کتاب المرقیہ ج ۱ ص ۱۳۸، اور اس لحاظ سے اس سند  
 کا نام ہی کافی ہے۔

یہ دعوت مصلحتاً ہی مسلمانوں میں مقرر اور ضروری ہے، لیکن اس کام کی سند میں  
 کافی ہے، بصورتِ حق ج ۱ ص ۱۳۸، از یہ علماء نے دعوتی مقرر ہی پیشہ داخل فرشتوں کے  
 ماری کی کوئی دعوت نہیں ہے، صحیح دعوت دعوت ہی ہے، ہر دعوتی فرشتے کے واسطے

پہلے عربی کی جاہلی ہے جس کا ڈھنگ صرف ایک ہی دفتر میں تھا اور وہ بھی اپنے کے بہنو کے  
 طور پر اب فیصد خود کار بن کر کام کر رہی تھی جس کے احادیث پر استاد کی ہی سے علمیت کے لئے  
 آپ کا سہ ماہیت ہے مذہب اسلام کی روح کے مطابق ہے وہ ایک کتاب اور دفاتر اور داری کی  
 رعایت اور اسی طرح کی دیگر بے سرچ اور ایسا کہ جو کہ خانہ خود پر ہی کی ماسینری ملنے آتا ہے،  
 نینا دی کی دوست اور انضر علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت ہے وہ اور خیر و نیکو کہی جاتی  
 شریعت کی روح و ایسا ہے جس سے آپ پر رہی و رعایت اور کلمہ کا سوا کہ سرخڑا بہت ہے۔  
 قابل اعتبار ہے وہ انفرکوں و اہل کے آپ پر جو سہ ماہ کے کی بعد اہل اور داری بھی کتاب  
 اور دفاتر کی بے حقیقت و رعایت قابل انظر ہے وہ کلمہ کوئی اس کا صدق نہیں کہ  
 حقیقت و رعایت میں کلمہ کوئی یہ است و رعایت میں کلمہ کوئی

وَمَلِكُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٌ وَآلِهِ وَاصْلَاهُ  
 وَأَزْوَاجُهُ وَمَتَّبِعِي دَلِيلِ يَوْمِ الدِّينِ وَاسْتَلَامُوا  
 احْتِسَابًا بِرَأْسِ نَحْوِ سِتِّ مِائَاتٍ

درود حضرت محمد  
 و درود آل و اصحاب

تحریق المناظر

فی

تحقیق المناظر والمناظر

یعنی۔ آنکھوں کی تھنڈک

مصنف شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صاحب مجدد صنف مدرسہ  
تحریک العلوم کراچی (پاکستان) (داخلہ دارالعلوم دیوبند)  
اس کتاب میں قرآنی تحقیق انتہائی سطور پر مبنی ہے۔ یہ قرآنی کرم  
معارف ہے۔ یہ قرآنی تفسیر ہے۔ یہ قرآنی علم ہے۔ یہ قرآنی علم ہے۔  
یہ قرآنی علم ہے۔ یہ قرآنی علم ہے۔ یہ قرآنی علم ہے۔ یہ قرآنی علم ہے۔  
یہ قرآنی علم ہے۔ یہ قرآنی علم ہے۔ یہ قرآنی علم ہے۔ یہ قرآنی علم ہے۔

تحقیق مسئلہ عذر کی

بارہم

دل کا سرور

مصنف شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صاحب مجدد  
اس کتاب میں قرآنی کرم معارف ہے۔ یہ قرآنی علم ہے۔ یہ قرآنی علم ہے۔  
یہ قرآنی علم ہے۔ یہ قرآنی علم ہے۔ یہ قرآنی علم ہے۔ یہ قرآنی علم ہے۔  
یہ قرآنی علم ہے۔ یہ قرآنی علم ہے۔ یہ قرآنی علم ہے۔ یہ قرآنی علم ہے۔  
یہ قرآنی علم ہے۔ یہ قرآنی علم ہے۔ یہ قرآنی علم ہے۔ یہ قرآنی علم ہے۔  
یہ قرآنی علم ہے۔ یہ قرآنی علم ہے۔ یہ قرآنی علم ہے۔ یہ قرآنی علم ہے۔  
یہ قرآنی علم ہے۔ یہ قرآنی علم ہے۔ یہ قرآنی علم ہے۔ یہ قرآنی علم ہے۔



پندرہ ماہ میں ہی قبول عام حاصل کرنے والی شاہکار کتاب

### خطب سہلہ (پہلے)


 NATIONAL CENTER FOR EDUCATION STATISTICS  
 U.S. DEPARTMENT OF EDUCATION

عربی زبان میں آسمانِ تفریوں کا مجموعہ، استادِ مجلسِ زبان، حامی فہم، نقادِ طراز، بیانِ جدید، تعمیرِ صفت، مجموعہٴ اصالیب، عوارِ گہ، زندگی کو چھوٹے ہونے کے طور پر دیکھنے پر، استخراج، عربی ادب کے حلقے کے لئے اصولِ نقد، بلند وباری عربی پر، گرامر میں حصہ لینے والے احباب کے لئے ایک گھر، دایہ اور قافلہ، تہذیبی، علمی، کتاب کی نگاہ میں اور محض بااثران کے ادبی ادب کو چاہئے سمجھیں گے۔

یہ مجموعہ مسیحی اسلامی دینی و سوشل سائنس کے مختلف موضوعات پر مضمون نگاروں کا ایک بے پیرا مجموعہ ہے۔ اس واقعہ کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ اس مجموعے سے اسلامی ماحول پر احتکار، مضبوطی اور دینی جذبات کو فروغ ملے، ملی صورتیں پیدا ہو، اور ہر دور سے ماحول دینی طاقت و فو کو آواز دینے کا موقع ملے۔ اس مجموعہ میں مسیحی ماحول پر بھی آپ کو اسلام، اسلامی ماحول پر بھی کورس ہے۔ درمیان میں ایک کتاب ہے کہ آپ کے لئے ہے۔ اس میں مسیحی ماحول پر بحث کا ماحول نظر آئے گا۔

یہ مجموعہ بیرونی تعلیمی ادارے کا اثر رکھتا ہے۔ مگر اس سے قطعاً محنت و جدوجہد کا  
غیر ممکنہ۔

١٠٠

— *Phyllanthus* sp.

2016年12月